امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71

مورخہ ۱۸؍ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۵؍اکتوبر ۲۰۲۱ء روز سوموار

شمارہ نمبر 42

اس شمارہ میں

■ اللہ اور رسول اللہ کی باتیں، دینی مسائل
■ یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
■ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
■ حکایات اہل دل
■ مسلمانوں کی کامیابی کا راز
■ خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ
■ انسانی آبادی اور نظریہ کنٹرول
■ امیر شریعت ثامن کا انتخاب اور......
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

انتخاب کے بعد امراء شریعت کے احساسات وخیالات

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اسلام میں عہدے اور منصب کا تعلق نہ تو روایتی جاہ وحشم سے ہے اور نہ ہی حکمرانی اور ملوکیت سے، یہاں عہدہ کا مطلب ذمہ داری اور فرائض کی ادائیگی کا وہ احساس ہے جو انسان کو قوم کا خادم بنا دیتا ہے، اسی وجہ سے سید القوم خادمہم کہا گیا ہے۔ امارت شرعیہ کے سارے امراء کے احساسات انتخاب کے بعد یہی تھے اور سب نے اس بات کا اظہار کیا کہ یہ ایک ذمہ داری ہے، جس کی ادائیگی کے لیے اللہ رب العزت سے دعا بھی کرنی چاہیے اور مسلمانوں کو سمع وطاعت کے جذبہ سے تعاون بھی کرنا چاہیے، اس کے بغیر اس اہم منصب کی ذمہ داری کا ادا کرنا عملاً ممکن نہیں ہے، یہ احساس ذمہ داری اس قدر حاوی ہوتا تھا کہ عوام بھی یہ مان کر چلتی تھی کہ یہ عہدہ ایک آزمائش ہے۔

امارت شرعیہ کے امراء شریعت بھی انتخاب کے بعد ان ہی احساسات کے حامل تھے، انہوں نے اپنے پہلے خطاب یا احکام میں واضح کر دیا کہ امارت شرعیہ کی کشتی کو کس طرح آگے بڑھانا ہے، اس کے حدود وقیود کیا ہوں گے اور کن اصول وضوابط کے ساتھ کام کرنا ہے، چنانچہ پہلے امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ بدر الدین قادریؒ پہلے تو اس ذمہ داری کو قبول کرنا ہی نہیں چاہتے تھے، لیکن لوگوں کے اصرار خاص کر قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کے کہنے سے اس عہدہ کو قبول کیا۔ ۱۹؍شوال ۱۳۳۹ھ کو امارت شرعیہ کا قیام اور امیر کا انتخاب ہوا تھا، دوسرے دن حضرت امیر شریعت اول نے اپنے پہلے فرمان میں لکھا کہ

”تمام مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ امارت کا مقصد کیا ہے؟ خدمت وحفاظت اسلام، بقاء عزت وناموس دین، اجراء احکام شرعیہ جو بجز اجتماعی قوت کے ممکن نہیں ہے، ان مقاصد ومصالح شرعیہ کو پیش نظر رکھ کر میں اسی نوع کے احکام جاری کروں گا، جس سے حیات اجتماعی کو تعلق ہو اور وہ ایسے احکام ہوں گے جو مسلمانوں کی کسی جماعت کے خلاف نہ ہوں۔“

آگے لکھتے ہیں: آج میں محسوس کرتا ہوں کہ میری ذمہ داریاں کسی قدر بڑھ گئی ہیں، ہمارا فرض ہوگا کہ کسی مسلمان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچے“ (دینی جدوجہد کا روشن باب)

امیر شریعت اول کے وصال کے بعد ۹؍ربیع الاول ۱۳۴۳ھ کو حضرت مولانا سید محی الدین قادریؒ امیر شریعت ثانی منتخب ہوئے، انتخابی اجلاس میں ہی بحیثیت امیر شریعت آپ نے اپنے قیمتی اور کلیدی خطاب میں فرمایا:

”حضرات! آج آپ نے جو بار اور بوجھ میرے سر ڈالا ہے، میں ہرگز اس کو اٹھانے اور برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہوں، لیکن جب آپ حضرات اتفاق رائے سے مجھ پر یہ بار ڈال رہے ہیں تو میں صرف اس لیے کہ میرے انکار سے تفرقہ کا خوف ہے، مجبور ہو کر قبول کرتا ہوں، آپ کو سمجھ لینا چاہیے کہ جس طرح آپ نے میرے سر اتنا بڑا بوجھ ڈالا ہے، اپنے سر بھی ڈال لیا ہے، یعنی آپ نے مجھ کو اپنا سردار تسلیم کر لیا ہے تو میری تمام خدمات کا دارومدار آپ کے سمع وطاعت پر ہے، آپ حضرات سمع وطاعت سے میری مدد کریں تو یقین کیجئے کہ آپ کے لیے دین ودنیا کی بھلائی حاصل ہوگی۔ (محی الملۃ والدین ۴۹)

تیسرے امیر شریعت کا انتخاب ڈھاکہ میں ۲۶؍جون ۱۹۴۷ء کو ہوا، امیر شریعت کی حیثیت سے مولانا سید شاہ قمر الدینؒ کا انتخاب عمل میں آیا، دوسرے روز رات کے اجلاس میں ۲۷؍جون کو آپ پٹنہ سے ڈھاکہ تشریف لے گیے، اجلاس عام سے خطاب بھی فرمایا؛ لیکن بدقسمتی سے جس طرح قیام امارت کے موقع سے مولانا ابوالکلام آزاد کی تقریر ضبط تحریر میں نہیں لائی جا سکی، ویسے ہی امیر شریعت ثالث کے خطاب کا کوئی حصہ یا تو محفوظ نہیں رہا یا میرے مطالعہ میں نہیں آیا، چوتھے امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کا انتخاب ۲۴؍مارچ ۱۹۵۷ء کو مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ میں عمل میں آیا، انتخاب کے چوتھے روز ۲۷؍مارچ ۱۹۵۷ء کو دفتر تشریف لائے اور مختصر معائنہ کے بعد کتاب الاحکام میں لکھا:

”امارت شرعیہ ہر طبقہ اور ہر خیال کے مسلمانوں کا مشترک ادارہ ہے، جس کا مقصد بنیادی عقیدہ کی وحدت پر مسلمانوں کی شرعی تنظیم ہے تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، مسلمانوں میں ممکن حد تک اسلامی احکام جاری ہوں، اور مسلمان اس ملک میں اسلامی زندگی گذار سکیں، ظاہر ہے کہ یہ مقصد عظیم تعصب، تنگ نظری، پارٹی بندی اور اپنے مسلک سے ہٹے ہوئے لوگوں پر طعن وتشنیع کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔“ آگے لکھتے ہیں۔

”ایسا طریقہ کار اختیار کریں کہ مختلف مسلک اور خیال کے ادارے اور اشخاص، مقصد عظیم کے لیے امارت شرعیہ کے گرد یہ حسن ظن رکھتے ہوئے جمع ہو سکیں کہ یہاں ان کی انفرادیت پر حملے نہ ہوں گے اور نہ ان کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ (دینی جدوجہد کا روشن باب)

حضرت امیر شریعت رابع کے ۱۹۹۱ء میں انتقال کے بعد مولانا عبد الرحمٰن صاحب پانچویں امیر شریعت منتخب ہوئے، امیر منتخب ہونے کے بعد جو آپ نے پہلا خطبہ دیا، اس میں فرمایا:

”آج کے نازک حالات میں مسلمانان بہار واڑیسہ کی امارت کے منصب کی جو بھاری ذمہ داری اس حقیر پر عائد کی گئی ہے، میں اس کی نزاکت کو محسوس کرتا ہوں، اور اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے کمزور بندے کو قوت اور ہمت عطا فرمائے، اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے، میں اپنی طاقت بھر اس کے لیے کوشاں رہوں گا کہ اللہ کے احکام کی تنفیذ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو جاری کرنے کی راہ میں سلف اور خاص کر پچھلے چاروں امراء شریعت اور بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ کی روش پر چلتا رہوں گا، مجھے یقین ہے کہ جملہ برادران اسلام بلا لحاظ اختلاف ومسلک وخیال ایک سیسہ پلائی دیوار بن کر اللہ کے دین کی حفاظت کی راہ میں اس حقیر کے ساتھ تعاون کریں گے۔“ (نقیب ۸؍اپریل ۱۹۹۱ء)

امیر شریعت خامس کے انتقال کے بعد چھٹے امیر شریعت کی حیثیت سے مولانا سید نظام الدین صاحب کا انتخاب ہوا، حضرت نے امت مسلمہ کے نام اپنے پہلے پیغام میں لکھا:

”یکم نومبر ۱۹۹۸ء کو مجلس ارباب حل وعقد کا اجلاس ہوا اور اس نے اتفاق رائے سے امیر شریعت سادس کی حیثیت سے میرا انتخاب کیا اور ایک بڑی ذمہ داری میرے کمزور کاندھوں پر ڈال دی ہے، میں اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فیصلہ سمجھتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس عظیم منصب کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق واستطاعت فرمائے۔“

حضرت نے لکھا: ”بحیثیت امیر شریعت اس موقع پر یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ امارت شرعیہ جس طرح اب تک اسلاف کے طریقہ پر چلتی رہی ہے، آئندہ بھی اس روش پر گامزن رہے گی۔“ (نقیب ۲۳؍نومبر ۱۹۹۸ء)

چھٹے امیر شریعت کے وصال کے بعد ساتویں امیر شریعت کی حیثیت سے مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کا انتخاب ۲۹؍نومبر ۲۰۱۵ء کو دار العلوم رحمانی زیرو مائل ارریہ میں عمل میں آیا، اس موقع سے آپ نے مجلس ارباب حل وعقد کے ارکان سے اپنے پہلے خطاب میں فرمایا:

”آپ حضرت نے جو ذمہ داری میرے سپرد کی ہے وہ بہت ہی نازک اور اہم ہے، اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے اللہ کے فضل کے علاوہ آپ حضرات کی مضبوط، مستحکم اور مربوط معاونت کی ضرورت ہے اور مجھے امید ہے کہ امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے یہاں موجود آپ تمام حضرات اور بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کی عوام کا مجھے اور امارت شرعیہ کو مکمل تعاون ملے گا۔“

حضرت نے فرمایا: لوگوں پر تبصرہ کرنے سے پہلے ہم خود اپنا محاسبہ کریں، اس لیے کہ شخصیتیں بہت مشکل سے بنتی ہیں اور آسانی سے پگھل جاتی ہیں، اگر شخصیتوں اور اداروں کی حفاظت کریں گے تو ہم مضبوط ہوں گے۔ (نقیب ۷؍دسمبر ۲۰۱۵ء)

آٹھویں امیر شریعت کا انتخاب ۹؍اکتوبر ۲۰۲۱ء کو المعہد العالی پھلواری شریف پٹنہ میں ہوا، اس موقع سے منتخب امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم نے فرمایا: ”مجھے امارت شرعیہ کی پروقار روایت کو سنبھالنے کی بڑی ذمہ داری ملی ہے، ہماری کوشش ہوگی کہ سب کے تعاون سے امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھایا جائے، حضرت نے اس بات پر زور دیا کہ ہر کام رضاء الٰہی کے لیے کیا جائے، امیر کی اطاعت سے بھی، مقصود اللہ کی رضامندی ہونی چاہیے“۔

ان تمام امراء شریعت کے پہلے احساسات وخیالات کو طویل اقتباس کے ساتھ نقل کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ امیر شریعت کا منصب عہدہ نہیں ایک ذمہ داری ہے، سارے امراء شریعت نے اس کا اظہار کیا ہے، سمع وطاعت پر بھی زور دیا ہے، یہ دو طرفہ معاملہ ہے اور اسی میں امارت شرعیہ کی ترقی کا راز مضمر ہے۔

اچھی باتیں

”عجیب دنیا ہے جب چلنا نہیں آتا تھا تب کوئی گرنے نہیں دیتا تھا، اب چلنا آتا ہے تو ہر کوئی گرانے میں لگا ہوا ہے ☆ ہماری جہالتوں میں سب سے بڑی جہالت یہ ہے کہ ہم اپنے علم کا ثبوت دوسروں کی جہالت میں ڈھونڈھتے ہیں ☆ ہم میں سے زندہ وہی رہے گا جو دلوں میں زندہ رہے گا اور دلوں میں وہی زندہ رہتے ہیں جو خیر اور آسانیاں بانٹتے ہیں ☆ انسان کی انسانیت تب ختم ہوتی ہے جب اسے دوسروں کے دکھوں پر ہنسی آنے لگے، ایک ایسی سواری ہے جو اپنے سوار کو کبھی گرنے نہیں دیتی، نہ کسی کے قدموں میں، نہ کسی کی نظروں میں۔“ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

”گذشتہ کچھ برسوں کے دوران ملک کی صحافت جس تنزلی کے ریکارڈ قائم کرتی جا رہی ہے، اس کی تاریخ میں شاید ہی کوئی مثال ملے، کچھ نیوز چینلوں کا تو حال یہ ہے کہ ان پر خبریں کم اور انٹرٹینمنٹ کے پروگرام زیادہ آتے ہیں، جب کہ کچھ دوسرے نیوز چینلس ایسے بھی دکھائی دیتے ہیں، جن کا مقصد ہی دو فرقے کے لوگوں میں نفرت کو پھیلانا ہوتا ہے، اگر ہمیں ملک کو صحیح معنوں میں ترقی کے راستے پر گامزن کرنا ہے تو پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا میں شفافیت لانا بے حد ضروری ہے۔“ (راشٹریہ سہارا ۱۱؍اکتوبر ۲۰۲۱ء)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں —— رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

درست بات کہا کرو

”اے مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور درست بات کہا کرو“ (سورۃ احزاب، آیت ۷۰)

وضاحت:۔ رب العالمین اپنے بندوں کو اعلیٰ اخلاقی کردار کا حامل انسان بنانا چاہتا ہے، تاکہ انسانی معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن سکے، اگر ہر شخص کے ظاہر و باطن میں خدا پرستی اور زبان و بیان میں حقیقت پسندی ہو تو اس ماحول سے خیر و بھلائی کے چشمے ابلیں گے اور ترقیات کے زینے وا ہوں گے، وہی معاشرہ پاکیزہ معاشرہ بن سکتا ہے جب ہر ایک کے دل میں اللہ کا خوف وخشیت طاری ہو تو ایسے معاشرے پر انوار و برکات نازل ہوتے ہیں اور جس میں نفرت وعداوت، بغض وحسد کے سیاہ بادل چھائے ہوں تو وہاں سے خیر کی خوشبو نہیں پھیل سکتی ہے، پرہیزگاروں کی شان یہی ہے کہ وہ حق وصداقت کے ساتھ ہو، دل وزبان سے جس بات کا اقرار ہو عمل سے اس کی تصدیق بھی ہو، قرآن مجید نے متعدد آیات میں ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کرکے سچوں کے ساتھ رہنے کی تعلیم دی اور اس پر انعامات کا وعدہ کیا، حضرت امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ سچائی میں بڑی وسعت ہے، بات میں سچائی، ارادہ اور نیت میں سچائی، عزم میں سچائی، عزم کو پورا کرنے میں سچائی، عمل میں سچائی اور دینداری کے مقامات اور مراتب میں سچائی ہو، اب اگر اس پہلو پر غور کیا جائے تو خبروں کی ترسیل میں صداقت ہونی چاہئے، اگر میڈیا ملکی اور سماجی حالات کی صحیح عکاسی کرے تو اس سے صالح معاشرہ تشکیل پائے گا اور اگر اس نے نفرت وتعصب کی عینک سے واقعات کی تصویر کشی کی تو سازگار ماحول بھی ناسازگار بن جائے گا، ہر صحافی کی ذمہ داری ہے کہ حقیقت پسندی سے واقعہ کا تجزیہ کرے اگر اس نے اپنی اخلاقی ذمہ داری نہیں نبھائی تو لوگوں کا ان کی خبروں پر سے اعتماد اٹھ جائے گا، اس لئے صحافت کا اصول ہے کہ آپ جو بات کہنا چاہتے ہیں وہ حق ہو بات خود غلط نہ ہو دوسرے یہ کہ جو بات کہی جائے خیر خواہی کے جذبے سے کہی جائے، جو حق وصداقت کے معیار پر پوری طرح اترتی ہو اور مسلم صحافی کی ذمہ داری اس سے بڑھ کر ہے کہ ان کا درجہ حقیقت میں داعی حق کا درجہ ہے، وہ اپنے کردار کے ذریعہ دنیا کو یہ بتائے کہ حق وانصاف کی ترجمانی کرنا اور اس کے ذریعہ اچھائی کو فروغ دینا اور برائی کی روک تھام کرنا ہی کامیابی کی دلیل ہے۔

تعلقات کو نبھایئے

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بڑھیا آئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بڑا اکرام کیا، خاطر ومدارات کیا، جب وہ خاتون چلی گئی تو حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس خاتون کے لئے بڑا اہتمام فرمایا، ان کو عزت سے بٹھایا اور خاطر وتواضع کی، یہ کون خاتون تھیں؟ جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خاتون اس وقت ہمارے گھر میں آیا کرتی تھیں، جب حضرت خدیجہؓ حیات سے تھیں، حضرت خدیجہؓ سے ان کا تعلق تھا، گویا کہ یہ ان کی سہیلی تھیں، اس لئے میں نے ان کا اکرام کیا، پھر فرمایا ”إن حسن العهد من الايمان“ کسی کے ساتھ اچھی طرح نباہ کرنا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے (بیہقی فی شعب الایمان)

مطلب:۔ جب کسی سے ایک مرتبہ تعلقات قائم ہو جائیں تو انہیں ممکن حد تک نبھانے کی کوشش کیجئے، یہ تعلق چاہے آپ کا کسی سے براہ راست ہو، یا والدین کے دوستوں، بیوی کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے ذریعہ ہو، اس کو ہرگز اپنی طرف سے توڑنے میں پہل نہ کیجئے، اگر کسی اہل تعلق کی طرف سے تکلیف واذیت پہونچے تو اس کو حکمت وبصیرت سے درگذر کیجئے اور اپنی طرف سے حقوق شرعیہ کو ادا کرنے میں کوتاہی نہ برتئے، کیونکہ تعلق کو توڑنا آسان ہے، جوڑنا اور نبھانا مشکل ہے، جس طرح کھڑی عمارت کو کلہاڑے سے ڈھا دینا آسان ہے لیکن عمارت کھڑی کرنے میں مہینے لگ جاتے ہیں، اس لئے تعلق توڑنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچئے - اگر والدین دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کے کوئی ملاقاتی ہو یا بیوی کے کوئی رشتہ دار ہوں تو ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کیجئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے، دیکھئے کہ حضرت خدیجہؓ کو انتقال کئے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کا اکرام فرمایا اور بسا اوقات حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس ہدیے تحفے بھیجا کرتے تھے، صرف اس وجہ سے کہ ان کا تعلق حضرت خدیجہ سے تھا اور یہ ان کی سہیلیاں تھیں، یہ بیوی اور والدین کے ساتھ محبت، وفاداری اور اکرام واحترام کا اعلیٰ مقام ہے کہ ان کے وارثین ان کی وفات کے بعد صلہ رحمی کرتے ہیں، ایسے ہی بلند انسانی جذبات اور خالص دوستی سے زندگی کا حسن قائم ہے اور جینے کا مزہ باقی ہے اور یہ چیزیں زندگی میں سچے مسلمان کے وجود سے مربوط ومتصل ہے، ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کچھ نیکی باقی ہے کہ میں اپنے والدین کے مرنے کے بعد کروں، آپ نے فرمایا: ہاں، ان کے مرنے کے بعد چار چیزیں کرنے کی ہیں، ان کے لئے دعاء واستغفار کرنا، ان کے عہد کو پورا کرنا، ان کے دوستوں کی عزت کرنا اور ان کے رشتہ داروں کو جوڑنا، جو ان کے بغیر نہیں جوڑے جا سکتے، اب ذرا غور کیجئے کہ ہمارا معاشرہ کس رخ پر جا رہا ہے، کیا ہم مغربی کلچر سے متاثر نہیں ہو رہے ہیں، جس طرح وہاں بوڑھے والدین کو اولڈ ہاؤس میں ڈال دیتے ہیں ہم بھی اپنے بوڑھے والدین کے ساتھ بے وفائی کرتے ہیں تو پھر کیا مرنے کے بعد ان کے لئے دعاء کی امید رکھیں گے اور جب یہ نہیں تو پھر ان کے دوستوں سے ہمدردی کی کیا امید ہوگی، اس نظریے کو بدلنے کی ضرورت ہے، زندگی میں والدین کی خدمت کو عبادت سمجھنا ہے اور مرنے کے بعد ان کے دوستوں کا اکرام کرنا سنت نبوی تصور کرتا ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

میت پر رونا اور نوحہ کرنا:۔

س: کسی عزیز کی موت پر فطری طور پر آنسو آجاتا ہے اور رونا آتا ہے، لیکن بعض عورتیں اپنے کسی عزیز کی موت پر زور زور سے روتی چلاتی اور سینہ پیٹتی ہیں، ان کا یہ عمل شرعاً درست ہے یا نہیں؟

ج: کسی عزیز یا متعلق کی موت پر دل کا رنجیدہ ہونا اور آنکھ سے آنسو جاری ہونا طبعی اور فطری چیز ہے اور یہ شرعاً ممنوع نہیں ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھی اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات پر اشکبار ہوئی تھیں، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم کو جاں کنی کی حالت میں دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے یہ دیکھ کر حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بول پڑے یا رسول اللہ کیا یہ صبر کے خلاف نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بے صبری نہیں، یہ تو رحمت ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ روئے اور فرمایا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے پر زبان سے وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں: ”عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال: دخلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابى سيف القين وكان ظئرا لابراهيم فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ابراهيم فقبّله وشمّه ثم دخلنا عليه بعد ذالک وابراهيم يجود بنفسه فجعلت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم تذرفان فقال له عبد الرحمٰن بن عوف وانت يا رسول الله فقال يا ابن عوف انها رحمة ثم اتبعها باخرىٰ فقال ان العين تدمع والقلب يحزن ولانقول الا مايرضىٰ ربنا وانا بفراقک يا ابراهيم لمحزونون“ (صحيح البخارى: ۱/۱۷۴، كتاب الجنائز)

البتہ نوحہ کرنا چیخنا چلانا، سینہ پیٹنا، چہرہ زخمی کرنا زمانہ جاہلیت کی رسم ہے جو شرعاً ممنوع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی کی موت پر اپنے چہروں کو پیٹے، گریبان چاک کرے، جاہلانہ انداز میں چیخ چلائے وہ ہم میں سے نہیں ہے: ”عن عبد الله قال قال النبى صلى الله عليه وسلم: ليس منا من لطم الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية“ (صحيح البخارى: ۱/۱۷۲، كتاب الجنائز)

لہذا ایسے موقع پر عورتوں کو چیخنے چلانے واویلا کرنے اور سینہ کوبی کرنے کے بجائے فیصلہ خداوندی پر راضی رہتے ہوئے صبر کرنا چاہئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم کی اولاد! تو مصیبت پہونچنے پر صبر کرے اور صدمہ کے اول وہلہ میں رضا بہ قضا کا دامن تھام کر طالب ثواب ہو جائے تو میں تیرے لئے جنت سے کم کے ثواب کو پسند نہیں کرتا: ”عن ابى امامة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: يقول الله تبارک وتعالىٰ ابن آدم ان صبرت واحتسبت عند الصدمة الاولىٰ لم ارض لک ثواباً دون الجنة رواه ابن ماجه“ (مشكوة: ۱۵۳)

کیا اہل خانہ کے نوحہ کرنے سے میت کو عذاب ہوتا ہے:۔

س: بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ میت کے اہل خانہ کے رونے پیٹنے اور واویلا کرنے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے، شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟

ج: میت کو اہل خانہ کے رونے، پیٹنے اور نوحہ کرنے سے عذاب اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس نے اپنے مرنے پر نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا۔ یا نوحہ کرنا، چیخنا، ماتم کرنا میت کی خاندانی رسم رواج ہو اور اس نے اس رسم سے منع نہ کیا ہو، البتہ اگر وہ اپنی زندگی میں ان غیر شرعی کاموں سے منع کر گیا ہو، یا اس کے خاندان میں اس طرح رونے، پیٹنے اور چیخنے چلانے کی رسم تو نہ ہو لیکن اس کی موت پر اچانک کوئی نوحہ کرنے اور چیخنے چلانے لگے تو اس سے میت پر کوئی اثر نہیں ہوگا، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جانب اشارہ کیا ہے:

”باب قول النبى صلى الله عليه وسلم يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه اذا كان النوح من سنته لقول الله تعالىٰ قُوْ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَاراً، وقال النبى صلى الله عليه وسلم كلكم راعٍ وكلكم مسئول عن رعيته فاذا لم يكن من سنته فهو كما قالت عائشة وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرىٰ...... وما يرخص من البكاء فى غير نوح“ (صحيح البخارى: ۱/۱۷۱، كتاب الجنائز)

”اختلفوا فى تعذيب الميت ببكاء اهله فقيل اذا اوصى الميت بذالک فيعذب بسببه بقدر وصيته“ (مرقاة المفاتيح: ۲/۳۹۳)

جاں کنی کے وقت میت کا رخ کدھر ہو؟

س: جو آدمی مرنے کے قریب ہو اس کو کس رخ میں لٹایا جائے؟

ج: جو آدمی مرنے کے قریب ہو اس کو حالات کے اعتبار سے آسانی کے ساتھ جس رخ میں بھی لٹایا جائے شرعاً صحیح ہے، البتہ مستحب ومسنون یہ ہے کہ قبلہ رخ لٹایا جائے خواہ دائیں پہلو پر قبر میں لٹانے کے طریقہ سے ہو یا سر پورب کی جانب اور پیر پچھم کی جانب کرکے سر کو تکیہ کے ذریعہ قبلہ رخ کرنے سے ہو، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو جواب ملا کہ وہ انتقال کر گئے ہیں اور انتقال سے قبل انہوں نے وصیت کی تھی کہ جب میری روح نکلنے لگے تو قبلہ رو کر دینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے فطرت کو پا لیا: ”عن يحيىٰ بن عبد الله بن ابى قتادة عن أبيه ان النبى صلى الله عليه وسلم حين قدم المدينة سأل عن البراء بن معرور فقالوا: توفى وأوصى بثلثه لک يا رسول الله وأوصى أن يوجه الى القبلة لما احتضر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اصاب الفطرة وقد رددت ثلثه على ولده ثم ذهب فصلى عليه وقال اللهم اغفرله وارحمه وادخله جنتک“ (السنن الكبرىٰ للبيهقى: ۴/۸۴)

يوجه المحتضر...... القبلة على يمينه هو السنة وجاز الاستلقاء على ظهره وقدماه اليها وهو المعتاد فى زماننا ولكن يرفع قليلا ليتوجه للقبلة وقيل يوضع كما تيسر على الاصح صححه فى المبتغىٰ وان شق عليه ترک على حاله“ (الدر المختار مع رد المحتار: ۳/۷۸) ۔فقط واللہ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف، پٹنہ

پھـــــلـــــواری شـــــریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 42 مورخہ ۱۸/ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۵/ اکتوبر ۲۰۲۱ء روز سوموار

اتباع رسول

ہر آدمی اللہ کی محبت کا طالب ہے، ساری زندگی کی تگ ودو اگر وہ واقعتاً مسلمان ہے تو اللہ کو راضی کرنے اور اس کی محبت پالینے کے لیے ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں حکم دیا کہ آپ اس بات کا اعلان کردیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو، اگر تم ان کی اتباع کروگے تو اللہ تمہیں محبوب بنالے گا یعنی تم اللہ کے پسندیدہ بندے بن جاؤگے اور وہ تمہارے گناہ بخش دے گا، اس لیے کہ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور سچی بات یہ ہے کہ جسے اللہ کی رحمت اور مغفرت مل گئی وہ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہوجائے گا۔ اسے کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہیں تھوڑی بہت کمی اور کجی رہ گئی ہوگی تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ سے بندوں کے کام بن جائیں گے۔

قرآن کریم کی دوسری آیات میں بتایا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ زندگی میں ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے، ظاہر ہے بہترین نمونے کی اتباع کرکے انسان اچھا اور بہترین بن سکتا ہے، احادیث میں سنتوں پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی ہے، اور اپنی زندگی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر گزارنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ہم سب اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے دعوے دار ہیں، لیکن ہماری زندگی اتباع رسول سے خالی ہے، ہم نمازیں نہیں پڑھتے حالاں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کہا تھا، ہمارے چہرے سے داڑھی غائب ہے، جبکہ وہ بھی سنت ہے، بیوی بچوں کے ساتھ ہمارا رویہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے برعکس ہے، اس معاملہ میں ہم نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی سے کچھ بھی حصہ نہیں پایا، اس لیے خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، طلاق کے واقعات کثرت سے ہورہے ہیں، کھانے پینے بود وباش بلکہ زندگی کے تمام حرکات وسکنات میں اتباع رسول کا پہلو ہماری نظروں سے اوجھل رہتا ہے، بلکہ جو کچھ لوگ سنتوں پر عامل ہیں اور اتباع رسول کی کوشش کرتے ہیں وہ آج کے دور میں رجعت پسند اور دقیانوس سمجھے جاتے ہیں۔ حالانکہ اصل زندگی تو وہی ہے جس کے ہر فعل وعمل میں اتباع رسول کو برتا گیا ہو۔

صورت حال یہ ہے کہ احکام شریعت وسنت پر عمل مسلمان عام حالات میں نہیں کرتا، اضطراری حالت میں البتہ شریعت کی یاد آتی ہے، کسی نے خودکشی کرلی تو پولیس کے خوف سے جلد تدفین کردی جاتی ہے حالانکہ تدفین میں جلدی کا حکم تو ہر حال میں ہے، معاملہ نارمل ہو تو کئی کئی روز جنازہ پڑا رہتا ہے، کسی لڑکی کا معاملہ جنسی بے راہ روی کے نتیجے میں حمل تک پہونچ گیا تو نکاح کی جلدی ہوتی ہے، حالانکہ بالغ ہونے کے بعد نکاح کردینے کا حکم تو عام حالت میں ہے، اسی طرح اپنی غربت وافلاس کے معاملہ میں دل کو الفقر فخری پڑھ کر تسلی دے لیتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کو اپنے لیے فخر قرار دیا ہے، ہم اس کی اتباع کررہے ہیں، حالاں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر سے بندے کی محتاجی کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے، وہاں فقر اختیاری تھا، ہمارا فقر اضطراری ہے، ہمارا فقر تو ایسا اضطراری ہے کہ کبھی کبھی کفر تک پہونچا دیتا ہے۔ ”کاد الفقر ان یکون کفراً“ میں یہی بات کہی گئی ہے، اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے یہاں اللہ اور رسول کی محبت کا نعرہ صرف نعرہ ہے، جب کہ اللہ کی محبت کی اصل بنیاد جو اتباع رسول ہے وہ ہماری زندگی میں یا تو ہے ہی نہیں اور اگر ہے تو اختیاری نہیں اضطراری ہے۔ تمام مفسرین نے آیت ربانی ”قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ“ کے ذیل میں لکھا ہے کہ جو شخص اتباع رسول کے بغیر اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔

اتباع رسول صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے یہاں تھا، جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کام کے کرنے کا حکم دیا ویسا کیا، کسی عمل پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی محسوس کی اس سے پوری زندگی احتراز کیا، انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی پیروی کی کہ اللہ نے انہیں ”رضی اللّٰہ عنهم و رضوا عنه“ کا مژدہ سنادیا۔ اور زبان رسالت سے یہ اعلان کرادیا کہ ہمارے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی اقتدا کروگے ہدایت پالوگے؛ ضرورت اسی قسم کے اتباع کی ہے۔

فاقہ کشی

گلوبل ہنگر انڈیکس (عالمی فاقہ کشی اشاریہ) کے مطابق پوری دنیا کے سروے شدہ ایک سو سولہ (116) ممالک میں ہندوستان ایک سو ایک (101) نمبر پر ہے، جب کہ نیپال اور بنگلہ دیش کا نمبر چھہتر (76) اور میانمار کا اکہتر (71) ہے، ہندوستان کا دیرینہ حریف اور پڑوسی ملک پاکستان اس درجہ بندی میں بانوے (92) نمبر پر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے یہاں فاقہ کش لوگ پڑوسی ممالک نیپال، بنگلہ دیش اور پاکستان سے بھی زیادہ ہیں۔ ملک کا جی ایچ آئی اسکور بھی گراوٹ کا شکار ہے، سال 2000 میں یہ 38.8 فیصد تھا 2012 سے 2021 تک میں 28.8-27.5 فیصد رہ گیا ہے، جن بنیادوں پر عالمی فاقہ کشی کے اعداد وشمار تیار کیے جاتے ہیں، ان میں غذائیت کی کمی، بچوں کی کمزوری، بچوں کے قد کا چھوٹا ہونا اور بچوں کی شرح اموات سامنے ہوتی ہیں۔ یہ گلوبل ہنگر انڈیکس آئرلینڈ کی امدادی ایجنسی کنسرن ورلڈ وائڈ اور جرمنی کی تنظیم ویلٹ ہنگر ہلفے کی مشترکہ کاوش کا نتیجہ ہے، رپورٹ کے مطابق عالمی سطح پر پونے بارہ کروڑ لوگوں کو فاقہ کشی کا سامنا ہے، 2019 کے مقابلہ میں عالمی سطح پر اٹھارہ فیصد کا اضافہ ہوا ہے، غذائی صورت حال یہ ہے کہ 2020 میں پوری دنیا میں ہر تین میں سے ایک شخص (237 کروڑ لوگوں) کو مناسب خوراک دستیاب نہیں اکیس فیصد آبادی خراب غذا کے استعمال پر مجبور ہے۔

صرف ہندوستان کی سطح پر تجزیہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ایک طرف لوگ کثیر تعداد میں فاقہ کشی کے شکار ہیں تو دوسری طرف غذائی اجناس سرکاری گوداموں میں سڑ رہے ہیں، چوہے اور دوسرے جانور گوداموں میں رکھے اجناس کا ایک بڑا حصہ صاف کیے دے رہے ہیں۔ کسانوں کو ان کی پیداوار کی اچھی قیمت نہیں ملتی ہے، اس کی وجہ سے بہت سارے غذائی اجناس کو وہ خود بھی برباد کردیتے ہیں، چند سال قبل جب ٹماٹر کا بھاؤ ایک روپئے کیلو تک جا پہونچا تھا اور ٹماٹر کی کاشت کرنے والے کسانوں کے لیے مارکیٹ لے جانے کا خرچہ بھی نہیں نکل پارہا تھا تو انہوں نے ٹماٹر کو کھیت میں ہی دفن کرنے کا کام کیا، لاک ڈاؤن میں بھی جب مقامی بازار کے علاوہ پیداوار کو دوسری جگہ پہونچانا ممکن نہیں رہا تو بہت سارے پھل، ساگ سبزیاں سڑ گئیں اور انہیں زمین میں دفن کردینا پڑا۔ یہ حال تو عام غذائی اجناس کا ہوا، اور ہورہا ہے، پختہ اور پکی ہوئی غذاؤں کا ضیاع اس سے کہیں زیادہ ہے، تقریبات میں کھانے پینے کی کتنی اشیاء ہر روز ضائع ہورہی ہیں، بوفے سسٹم یعنی چلتے پھرتے کھانے اور کاؤنٹر کاؤنٹر جاکر لینے کی وجہ سے ضرورت سے زیادہ سامان لے لیا جاتا ہے تاکہ مبادا دوسرے دور میں لینے جائیں تو کیا پتہ وہ چیز ملے یا نہ ملے اس اندیشے سے پلیٹیں لبالب بھرلی جاتی ہیں، اور باقی ماندہ سامان کچڑے کے ڈبے میں چلا جاتا ہے۔ یہ کھانا اگر فاقہ کش لوگوں تک پہونچے تو لاکھوں انسانوں کا پیٹ بھر سکتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کے تمام ممالک مل کر آٹھ ارب لوگوں کے لیے غذائی اجناس تیار کرتے ہیں اس کے باوجود اسی کروڑ لوگ فاقہ کشی کا شکار ہیں اور دو ارب سے زیادہ انسانوں کو غذائی قلت کا سامنا ہے، تو ہمیں اس کے اسباب وعلل پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔

اس سلسلے میں ماہرین کا ماننا ہے کہ عالمی سطح پر جو خوراک تیار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی بلکہ ایک ارب تیس کروڑ ٹن تو فرج میں رکھے رکھے گل سڑ جاتا ہے۔ ڈبہ بند خوراک کا ٹائم فیل ہوجاتا ہے یعنی وہ ایک طے شدہ مدت کے بعد اکسپائر ہوجاتے ہیں اور بالآخر وہ فاقہ کشوں کی بھوک دور کرنے کے بجائے کوڑے دان میں پہونچ جاتے ہیں۔ 2019 میں شائع شدہ ایک رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں پیدا غذائی اجناس کا چودہ فیصد حصہ کھیت کھلیان اور اسے مارکیٹ تک پہونچانے کے دوران ضائع ہوگیا جبکہ پکے ہوئے کھانے کا سترہ فیصد حصہ قابل استعمال نہیں رہا۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق اس ضیاع سے سال میں ایک ٹریلین ڈالر کا نقصان ہوتا ہے۔ ایف اے او (فوڈ اینڈ ایگری کلچر آرگنائزیشن) کی ڈپٹی ڈائرکٹر نسی ابورٹو کا کہنا ہے کہ یہ صرف خوراک کا ضیاع نہیں ہے، بلکہ اس خوراک کے تیار کرنے میں جو کچھ صرف کیا گیا، مثلاً پانی، مزدوری، توانائی، سرمایہ، ایندھن؛ سب کا ضیاع ہے۔ پھر یہ ضائع شدہ سڑے گلے اجناس ماحولیات پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس سے جو بدبو پھیلتی ہے اس سے فضائی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے، ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ ان سڑے گلے اجناس کے ادھر اُدھر پھینکے ہونے کی وجہ سے ہی بلیک فنگس جیسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ خوراک تیار کرنے کے عمل میں گرین ہاؤس گیسوں کا جو اخراج ہوتا ہے وہ دنیا میں خارج ہونے والی کاربن ڈائی آکسائڈ کے دس فیصد کے برابر ہے، جو انسانی صحت کے لیے مضر ہے۔ اس کا حل صرف یہ ہے کہ غذائی اجناس خواہ خام ہوں یا پختہ، ان کو ضائع ہونے سے بچانے کی تدابیر کی جائیں۔ اقوام متحدہ نے 2030 تک فاقہ کشی کے دور کرنے کا جو طویل میعاد منصوبہ بنایا ہے اس کے ہدف کو پانے کے لیے یہ انتہائی ضروری ہے۔ ظاہر ہے اقوام متحدہ گھر گھر پہونچ کر لوگوں کو بیدار نہیں کرسکتی یہ تبھی ممکن ہے جب ہر فرد اپنی ذمہ داری محسوس کرے اور ہر سطح پر غذائی اجناس کے تحفظ کا نظم کیا جائے۔ امراء اپنے آس پڑوس کے غرباء اور مساکین کا خیال رکھیں۔ صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ چیزیں سڑ جاتی ہیں اور پاس پڑوس میں لوگ بھوک سے مرجاتے ہیں۔ اس سلسلے میں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے غریبوں اور فاقہ کشوں کو کھانا کھلانے کا کام کیا جائے، ان سے نہ تو بدلے کی امید رکھی جائے اور نہ شکریہ کی، اعلان کردیا جائے کہ ہم اللہ کی رضا کے لیے کھلا رہے ہیں جزاء اور شکریہ کی امید نہیں رکھتے۔ سائل اور محروم لوگوں کا خیال رکھا جائے اور ہر آدمی یہ سوچنے لگے کہ ہمارا پڑوسی بھوکا نہ سوئے تو فاقہ کشی سے نجات حاصل ہوسکتی ہے۔

اساتذہ کی کمی کے شکار سرکاری اسکول

یونیسکو نے ہندوستان کے سرکاری اسکولوں میں تعلیم کی صورت حال پر جو رپورٹ شائع کی ہے، وہ انتہائی تشویشناک ہے، رپورٹ کے مطابق اسکولوں میں اساتذہ کی بے انتہا کمی ہے، بعض اسکول میں تو سرے سے کوئی معلم ہی نہیں ہے۔ ۱۰-۱۱/ لاکھ اسکولوں میں صرف ایک استاذ سے کام چلایا جارہا ہے۔ منظور شدہ ۱۶-۱۱/ لاکھ سولہ ہزار اساتذہ کی جگہیں خالی پڑی ہیں، اور ان میں زیادہ تر دیہاتی علاقہ کے اسکول ہیں، یہ حال ابتدائی اور پرائمری اسکولوں کا ہے، جن میں کم از کم پانچ درجات تو ہوتے ہی ہیں، ایک استاذ پانچ درجات کو تنہا دیکھے گا تو کار طفلاں تمام ہوگا ہی۔ ثانوی (سکنڈری) درجات کے اسکولوں کا حال بھی کم تشویشناک نہیں ہے، اساتذہ کی یہاں اس قدر کمی ہے کہ تمام مضامین پڑھائے ہی نہیں جاسکتے، کیوں کہ مضامین کے اعتبار سے اساتذہ کی تقرری ہی نہیں ہوئی، پھر جو بحال ہیں ان کی تعلیمی لیاقت وصلاحیت بھی بہت کمزور ہے، اور، انہیں مختلف موقعوں سے غیر تدریسی کاموں میں لگادیا جاتا ہے، انتخابات سے لے کر اسکول کے دوپہر میں طلبہ وطالبات کے کھانے کا حساب اور سرکاری دفاتر کی حاضری کی وجہ سے بھی طلبہ کا اچھا خاصہ نقصان ہوجاتا ہے، جس کی تلافی کی کوئی شکل نہیں نکالی جاتی ہے۔ سرکار کی جانب سے تعلیمی بجٹ بھی سرد مہری کا شکار ہے، ہمیشہ سرکار نے یہ بات کہی کہ قومی پیداوار کا چھ فی صد حصہ تعلیم پر خرچ کیا جارہا ہے، لیکن ۲۰-۲۰۱۹ء کے اقتصادی سروے میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ۱۹۵۲ء کے بعد پہلی بار ملک نے ۳ا/۳ فی صد تعلیم پر خرچ کیا ہے۔

نئی تعلیمی پالیسی کے نفاذ کے بعد، اگر صورت حال یہی رہی تو معیاری تعلیم کا فقدان حسب سابق رہ جائے گا، در اصل ہمارا مزاج صرف نصاب نصاب کو الٹ پلٹ کرنے کا بن گیا ہے، حالاں کہ نصاب تو ایک آلہ اور ذریعہ ہے، اصل تو اساتذہ کی منتقلی کی صلاحیت ہے، جو وہ طلبہ تک پہونچاتے ہیں، اساتذہ غیر معیاری ہوں، مالیات کی کمی ہو اور گیارہ لاکھ سولہ ہزار اساتذہ کی جگہیں خالی ہوں تو بھلا کس طرح تعلیمی انقلاب آسکتا ہے، یہ بات قابل غور ہے اور اس سمت میں سنجیدہ پیش رفت کا متقاضی بھی۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن ندوی - رونق محفل چلی گئی

افسوس ہے کہ شبستان دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو کے روشن چراغ، ممتاز عالم دین، بے مثال اور مخلص ترین استاذ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن ندوی طویل علالت کے بعد ۱۵/اکتوبر ۲۰۲۱ء روز جمعہ اپنے پیدا کرنے والے سے جا ملے، اناللہ وانا الیہ راجعون کم وبیش ۶۴، ۶۵/سال کی عمر پائی۔

دل کو سکون روح کو آرام آ گیا　　　موت آگئی کہ یار کا پیغام آ گیا

ان کے جانے سے صرف تعلیم وتحقیق کی محفلیں ہی سونی نہیں ہوئیں، شرافت وتواضع اور بے نفسی جیسی اعلیٰ مذہبی واخلاقی قدروں کو بھی احساس زیاں ہے کہ ایسی بامروت خلیق وملنسار، شائستہ وباوقار شخصیت نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہوتی جارہی ہے۔ مولانا عرصہ سے بیمار چل رہے تھے، ان کا دہلی میں علاج جاری تھا، مرض چونکہ جان لیوا تھا، محبین ومخلصین اور شاگردوں نے صحتیابی کی بہت دعائیں، کیں مگر افسوس کہ نہ دعائیں قبول ہوئیں اور نہ دوائیں کارگر ہوئیں، وقت ٹلتا رہا، لیکن انجام وہی ہوا، جس کا خدشہ تھا، دلی تمنا تھی کہ یہ نہ ہوتا لیکن مشیت الٰہی کو کون ٹال سکتا ہے، وقت موعود آپہونچا اور اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

بیمار عشق لے کر ترا نام سوگیا　　　مدت کے بے قرار کو آرام آ گیا

اللہ ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور عالم آخرت میں بلند مدارج عطا فرمائے۔ آمین

لیکن آہ! تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی

حضرت مولانا کا وطن مالوف بہار کا مشہور قصبہ مبارک پور سمری بختیار پور تھا، جو ضلع سہرسہ میں واقع ہے، آپ ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے، ابتدائی اور متوسطات تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دار العلوم دیوبند سے دورہ حدیث کیا اور سند فراغت پائی، دار العلوم دیوبند سے فضیلت کرنے کے بعد ندوۃ العلماء سے تخصص فی الادب کیا، پھر کلکتہ میں ایک اخبار سے وابستہ ہوئے، مگر وہاں طبیعت نہ جمی تو ندوۃ العلماء واپس آئے، اور جریدۃ الرائد سے منسلک ہو گئے، آپ کی ذہانت وفطانت اور تدریسی صلاحیت سے متاثر ہو کر ندوۃ العلماء کی انتظامیہ نے درس وتدریس پر مامور کر دیا اس طرح تعلیم وتدریس سے اپنی علمی زندگی کا آغاز کیا، اور تقریباً ۴۰/برسوں تک چھوٹی بڑی متعدد معیاری کتابیں پڑھاتے رہے۔

آپ کو صرف ونحو، فقہ واصول فقہ اور ادب عربی میں کمال درجہ کا درک حاصل تھا، اردو انگریزی، سنسکرت اور فرنچ زبانوں کے بھی آپ ماہر تھے، جب سنسکرت زبان بولتے تو بسا اوقات محسوس ہوتا تھا کہ ہم کسی پنڈت جی کی صحبت میں بیٹھے ہیں، اور جب عربی زبان میں گفتگو کرتے تو کسی عرب شیخ کی صحبت کا لطف ملتا، انہیں پڑھنے کا ایسا جنون تھا کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ عشاء کے بعد مطالعہ میں مصروف ہوتے تو صبح کی اذان ہو جاتی، ان کے اندر مطالعہ کا ذوق وشوق حد درجہ تھا، اس لئے ان کا علم اور مطالعہ بھی وسیع تھا، ہر ایک کے مطلب کی کتابوں کی نشاندہی کر کے اس کی اکثر مشکلات حل کر دیتے تھے، اس طرح انہوں نے سیکڑوں رجال کار تیار کئے، جو ملک وبیرون ملک خدمت دین اور اشاعت علم میں لگے ہوئے ہیں۔

مولانا سے میرے تعلقات اور راہ ورسم کی نوعیت بھی عجیب وغریب تھی، میرے مربی ومحسن اور شفیق استاذ تو تھے ہی، بزرگوں سے زیادہ بزرگ اور دوستوں سے زیادہ بے تکلف دوست بھی تھے۔ ۴۰/برسوں تک یہ روابط اس طرح قائم رہے کہ نہ میری عقیدت میں کوئی فرق آیا، نہ ان کی شفقت میں کوئی کمی محسوس ہوئی، میں جب ۱۹۸۴ء میں مادر علمی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل درس ہوا تو اس وقت جن اساتذہ کرام سے عقیدت مندانہ قلبی لگاؤ ہوا، ان میں حضرت مولانا برجیس احمد ندوی اور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن ندوی سے سب سے زیادہ تعلق تھا، مولانا برجیس گرچہ پستہ قد تھے، لیکن فضل وکمال میں سب سے فائق تھے، اور مولانا حفظ الرحمٰن ندوی کا قد جتنا لمبا تھا علم بھی اتنا ہی بلند تھا، گول مول روشن چہرہ ہونٹوں پر پان کی سرخی اور پیشانی پر علم وآگہی کا نور ہویدا تھا، پہلی ملاقات وزیارت میں بھا گئے، رواق اطہر کی تیسری منزل میں میری رہائش گاہ تھی اور مولانا اس کے بازو والے کمرہ میں سکونت پذیر تھے، دونوں آدمی صبح وشام ملتے، ناشتہ اور دن کا کھانا ایک ساتھ دسترخوان پر تناول کرتے، بے تکلفانہ خوش گپیاں ہوتیں، وہ بزرگوں کے سبق آموز واقعات اور علمی لطائف سناتے، خود بھی مسکراتے اور ہم نشینوں کو بھی گدگداتے، ان کا معمول تھا کہ دن کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ کرتے اور پھر درسگاہ چلے جاتے اور تدریس میں مصروف رہتے، ان کی قوت تدریس بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ ایک دن میں مختلف کلاسوں کو پڑھا دیتے تھے، وہ اپنے شاگردوں سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے، ہونہار ومحنتی طلبہ جلد ہی ان کی توجہ کا مرکز بن جاتے تھے۔ علم فرائض کے ماہر اساتذہ میں انکا شمار ہوتا تھا، ان کا کہنا تھا کہ میرے درس کا کوئی طالب علم ایسا نہیں ہو سکتا جسے سراجی نہ آتی ہو، اور ان کی یہ بات بالکل سچ تھی دوبارہ، سہ بارہ، درجات کی مختلف ترتیب بنا کر سمجھا کر ہی چھوڑتے۔ عصر اور مغرب کا درمیانی وقفہ ہم لوگوں کا سیر وسیاحت میں گذرتا، چائے نوشی اور پان خوری سے لطف اندوز ہوتے، مغرب کے بعد مولانا مطالعہ کتب میں منہمک ہو جاتے، اس درمیان میں کبھی کبھی کسی عبارت کی تفہیم کے لئے ان کی قیام گاہ پر حاضر ہوتا، وہ دلنشیں انداز میں عبارت کو حل فرما دیتے، اس طرح ہم نے ندوۃ میں ان کے ساتھ آٹھ سال گذارا اور انہوں نے حق رفاقت نبھایا، جب میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں ملازمت سے وابستہ ہوا تو سال چھ ماہ میں دو ایک مرتبہ ملاقات اور زیارت کا شرف مل جاتا تھا، ہم لوگوں کی پر کیف اور بے تکلف محفلیں سجتیں، علمی گفتگو ہوتی، لطائف وظرافت کے شگوفے چھوٹتے، پان کی گلوریوں کے تبادلے ہوتے، مگر افسوس کہ

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی　　　اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

اب ماضی کی یادیں، باتیں، قصہ پارینہ بنتی جارہی ہیں، حافظہ کے دوراز افق پر کسی پرندے کی موہوم تھکی ہوئی پرواز کی مانند گم ہوتی جارہی ہے۔ جی ہاں۔

کریدتا ہوں، تو دل گھبراتا ہے، چھیڑتا ہوں تو آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی؟　　　اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

یقین مانئے کہ قدرت نے مولانا کو بہت سی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ بلند پایہ صاحب عزیمت عالم دین تو تھے ہی، زہد وقناعت کے بھی عظیم پیکر تھے، ان میں خودنمائی اور خودستائی کا مرض نہ تھا، کبھی ایسی بات نہ کہتے جس میں اظہار فضیلت کا شائبہ ہوتا، اپنے علمی کاموں کی تعریف وتحسین اور دوسروں کی شکایت سے اپنی زبان آلودہ نہ کرتے، خوردوں کی حوصلہ افزائی کرتے اور ہمسروں کے قابل قدر کارناموں کی داد دینے میں بخل سے کام نہ لیتے، علمی وتحقیقی کام کرنے والوں کی مدد کرنے میں ان کو بہت لذت ملتی تھی۔

ان کی کتاب زندگی سادگی اور تواضع سے عبارت تھی، ان سے میرے جو گھریلو تعلقات تھے، وہ بھلائے بھول نہیں پاتا ہوں، ان کے جانے کا غم دیر تک رہے گا، اللہ تعالیٰ ان کی تربت پر رحمت کی بارش برسائے اور اہل خانہ کو صبر وثبات کی توفیق بخشے۔ این دعا از من وجملہ جہاں آمین باد

کتابوں کی دنیا

✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

مسائل فقہیہ میں اختلاف - آداب واحکام

مولانا رضی احمد ندوی، جامعہ رحمانی مونگیر میں، ضلع مونگیر کے قاضی ہیں، اور حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی سرپرستی اور نگرانی میں کار قضا انجام دیتے ہیں، وہ تعلیمی اعتبار سے رحمانی اور ندوی ہیں، تربیت افتاء وقضاء المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد سے کیا اور سندی مقالہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کارگذار جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی نگرانی میں ''مسائل فقہیہ میں اختلاف، آداب واحکام'' کے عنوان پر لکھا، اور اچھا لکھا۔

مولانا نے جس عنوان پر یہ کتاب تیار کی ہے، یہ وقت کا سلگتا ہوا موضوع ہے، یقیناً اختلاف رائے ایک فطری امر ہے، ہر آدمی کی اپنی سوچ، اپنی فکر اور رائے ہوتی ہے، اور کم حالات میں ایک کی رائے دوسرے سے ملتی ہے، اس لیے میں نے اسے فطری کہا ہے، گڑبڑی وہاں ہوتی ہے جہاں اختلاف کی سرحدوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اختلاف کی سرحدوں کو پہچاننا چاہیے اور اسے فرد، جماعت اور مسلک کی ہتک اور تذلیل کا ذریعہ کبھی نہیں بنانا چاہیے، سماج میں موجودہ افتراق وانتشار ان سرحدوں کو نہیں پہچاننے کی وجہ سے ہے، بلکہ یہ بھی ایک طرح کا عذاب ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

''آپ کہیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے، یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھا دے، آپ دیکھئے تو سہی، ہم کس طرح دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں، شاید وہ سمجھ جائیں'' لیکن ہم سمجھ نہیں سکے۔

اختلافات قرون اولیٰ میں بھی تھے، لیکن یہ آپسی مخالفت، بغض وعناد، کینہ کدورت اور جدال وقتال کی بنیاد نہیں بنتے تھے، خود صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جزوی اور فروعی مسائل میں اختلافات منقول ہیں، حضرت عائشہؓ غسل میں عورتوں کے جوڑا کھولنے کی قائل نہیں تھیں اور اوپر سے پانی بہانا، وہ بھی تین چلو کافی سمجھتی تھیں، بعض صحابہ سماع موتی کے قائل تھے، بعض مُردوں پر نوحہ کرنے سے مُردے پر عذاب کی بات کہا کرتے تھے، جبکہ بعض دوسروں کا استدلال وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (النجم: ۸۳) یعنی کسی دوسرے کا بوجھ کوئی اٹھانے والا نہیں اٹھاتا، سے تھا کہ دوسرے کے گناہ کا بوجھ مُردے پر نہیں ڈالا جا سکتا؛ کیونکہ ہر ایک کو اپنی اپنی جواب دہی خود کرنی ہوگی؛ ان اختلافات کے باوجود ایک دوسرے پر اعتماد اور ایک دوسرے کے احترام میں کبھی کوئی فرق نہیں آیا؛ بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان ہونے والے اختلافات باعث رحمت سمجھے جاتے تھے، اس لیے کہ اس کی وجہ سے عمل کے دائرہ میں وسعت پیدا ہوتی تھی۔

مسائل فقہیہ میں جو اختلاف ہے اس کی بنیاد دراصل سمجھ اور منہج کا فرق ہے، نصوص وہی ہیں، لیکن ائمہ کرام نے اس سے جو مسئلہ اخذ کیا، وہ ان کی سوچ، فکر اور منہج کے اعتبار سے ہے، جس طرح ہندوستان کا قانون تو ایک ہی ہے، لیکن اسی قانون سے نچلی عدالت میں کوئی مجرم قرار پاتا ہے اوپر کی عدالت اسی قانون کے حوالہ سے اسے بری کر دیتی ہے۔

مولانا نے اس کتاب میں مسائل فقہیہ میں اختلاف پر اپنی توجہ مرکوز رکھی ہے، ضمناً کہیں کہیں اختلاف کی دوسری صورتیں بھی آگئی ہیں، کتاب موضوع اور متعلقات کا احاطہ کرنے کی غرض سے آٹھ ابواب پر مشتمل ہے، مصنف نے اپنے ابتدائیہ میں تمام ابواب پر اجمالی روشنی ڈالی ہے، اس لئے اس پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں محسوس ہوئی، کتاب انتہائی جامع ہے، اور اختلاف کے سلسلے میں چشم کشا، اختلاف کے باوجود اکرام واحترام میں ایک دوسرے کے تئیں آگے بڑھ جانے کے جذبہ سے ملت کو جو فائدہ پہونچا، اس کو مختلف تاریخی واقعات کے ذریعہ مولانا رضی احمد رحمانی ندوی نے واضح کیا ہے، جس سے کم پڑھا لکھا آدمی بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

مولانا رضی احمد قاضی شریعت ہیں، قاضی شریعت کا کام ہی اختلاف کو دور کر کے شرعی طور پر احکام کا نفاذ ہے، اس ذمہ داری کی ادائیگی میں مختلف قسم کے اختلاف کو سننا اور سمجھنا پڑتا ہے، اس سے اختلاف کے اسباب وعلل تک رہنمائی ہو جاتی ہے۔

میں اس کتاب کی تالیف پر مولانا رضی احمد کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس کے قبول عام وتام کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ آمین یا رب العالمین وصلی اللہ علیہ النبی الکریم وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

Scanned with CamScanner

قسط نمبر-۱۷

حجۃ الاسلام الامام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی فقہی بصیرت

☆حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ☆

مسائل فقہیہ میں اعتدال کی چند مثالیں:

مثال:(۱)

حضرت نانوتویؒ کے یہاں تمام مسائل میں مکمل اعتدال نظر آتا ہے اور ساتھ ہی استنباط واستدلال میں کبھی عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتا ہے، مذکورہ بالا مسئلہ ''قراءت فاتحہ خلف الامام'' ہی کو لے لیجئے، اس مسئلہ میں سارے دلائل وبراہین کے بعد لکھتے ہیں:

''ترک قراءت فاتحہ خلف الامام قراءت فاتحہ سے خیر اور احسن معلوم ہوتا ہے''۔(توثیق الکلام،ص:۱۶) گویا آپ یہ بتا نا چاہتے ہیں کہ ترک قراءت اولیٰ ہے، لیکن قراءت فاتحہ خلف الامام بھی ناجائز نہیں ہے، یہ ہے اعتدال قاسمی۔''

مثال:(۲)

دوسرا مسئلہ ''جمعہ فی القریٰ'' کا ہی لے لیجئے ابھی گذرا کہ آیت: اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ الخ میں نماز جمعہ کے مسئلہ کو مذہب حنفیہ کے مطابق مدلل ومبرہن کیا اور تشفی بخش کلام کیا مگر اخیر میں یہ بھی فرمادیا ''اگر کسے دردیہے جمعہ قائم کند دست وگریبانش نہ زنند'' کہ یہ مسئلہ ظنی ہے اس لئے اگر کوئی شخص دیہات میں جمعہ کی نماز قائم کردے تو الجھنا یا جھگڑنا نہیں چاہئے۔

مثال:(۳)

اعتدال کی تیسری مثال میں حضرت نانوتویؒ کی اس عبارت کو پڑھئے اور دیکھئے کیا ہے کمالِ اعتدال:

''ہم کو دیکھئے باوجود توجیہاتِ مذکورہ اور استماعِ تشنیعاتِ معلومہ فاتحہ پڑھنے والوں سے دست وگریباں نہیں ہوتے، بلکہ یوں سمجھ کر کہ ہم تو کس حساب میں ہیں؟ امام اعظمؒ بھی باوجود عظمتِ شان امکان خطاء سے منزہ نہیں کیا عجب کہ حضرت امام شافعیؒ صحیح فرماتے ہوں گے اور ہم ہنوز ان کے قول کی وجہ کو نہ سمجھے ہوں''۔(توثیق الکلام:ص ۱۶)

مسلک احناف کی وکالت:

حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ نے بخاری شریف کے آخری پانچ پاروں کا کام آپ کے سپرد کردیا، امام بخاریؒ نے اخیر کے ان پاروں میں امام ابوحنیفہؒ پر ''قَالَ بَعْضُ النَّاسِ'' کے ذریعہ اہم اعتراضات کی نشاندہی کی ہے اور اس کی جانب اشارات کئے ہیں اور امام بخاری کی روایات کا جو وزن ہے اس سے سارا عالمِ اسلام واقف ہے، اس لئے ان اعتراضات کے جوابات پورے ذخیرۂ حدیث پر طائرانہ نظر ڈالے بغیر ممکن نہیں تھا اور روایتوں کی ایسی معقول اور مدلل توجیہ پیش کرنی ضروری تھی کہ مسلک احناف کا منشاء شریعت کے مطابق ہونا ثابت ہوجائے، حضرت نانوتویؒ نے اس فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دیا اور کوئی بات بغیر سند اور حوالہ کتب کے نہیں کہی نہ روایتوں کی بے جا تاویل کی اور نہ ان سے انکار بلکہ دوسری مستند روایتوں کی روشنی میں امام بخاریؒ کی اس روایت کا ایسا مفہوم پیش کیا ہے جو مسلک احناف کے مطابق ہے اور بخاری کا درجہ استناد بھی اپنی جگہ برقرار رہ جاتا ہے۔اس سے حدیث وفقہ دونوں میں آپ کے مقام بلند کا اندازہ ہوتا ہے۔(دیکھئے :مولانا قاسم نانوتویؒ حیات اور کارنامے:ص ۷۵-۷۶)

مذہب حنفی کی تقویت:

حضرت نانوتویؒ نے خواب دیکھا تھا:

''کعبہ کی چھت پر کسی اونچی شئی پر بیٹھا ہوں اور کوفہ کی طرف میرا منہ ہے اور ادھر سے ایک نہر آئی ہے، جو میرے پاؤں سے ٹکرا کر جاتی ہے''۔

اس خواب کو انہوں نے مولانا محمد یعقوب صاحب (برادر حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ) سے بیان کیا تو حضرت نے تعبیر دی: ''کہ اس شخص سے مذہب حنفی کو بہت تقویت ہوگی اور وہ پکا حنفی ہوگا اور اس شخص کی خوب شہرت ہوگی''۔

امیر شاہ خانصاحب فرماتے ہیں کہ:

مولانا نے مجھ سے یہ خواب بیان فرمایا اس وقت میں اکیلا تھا اور حضرت کے پاؤں دبا رہا تھا اور مولانا نے بے تکلف مجھ سے اپنا نام لیا تھا۔''(ارواح ثلاثہ:ص ۱۷۶، حکایت:۱۶۸)

ہندستان میں غیر مقلدیت کی بنیاد:

ہندستان میں غیر مقلدیت کا زور حضرت نانوتویؒ کے دور میں بڑھا تھا، اس لئے تین چار مسئلے قراءت خلف الامام، امین بالجہر، رفع یدین اور رکعات تراویح کی بحثیں اسی وقت ابھری تھیں آپ نے جزئی مسائل ہونے کی بنیاد پر توجہ نہیں دی، لیکن غیر مقلدین کا انداز جب متعصبانہ اور جارحانہ ہونے لگا اور دریدہ دہنی کی انتہا ہونے لگی اور فقہ حنفی کو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ وغیرہ کی ذاتی آراء کہا جانے لگا تو آپ نے قلم اٹھایا اور ان مسائل پر اپنے مخصوص انداز میں لکھا اور صحیح معنوں میں حق ادا کردیا، اسی کے بعد توثیق الکلام، الحق الصریح، لطائف قاسمی، الدلیل المحکم وغیرہ مکاتیب تحریر کئے گئے۔یہ تحریرات بھی آپ کی شان فقاہت کو واضح کرتی ہیں۔

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

بزرگان دین اور اولیاء کرام کے حالات زندگی اور ان کے واقعات پڑھنے سے ایمان ویقین میں پختگی آتی ہے، نیکی اور بھلائی کا کام کرنے میں حوصلہ ملتا ہے اور برائی سے بچنے کا عزم مصمم کرنے میں مدد ملتی ہے، اس لئے میں نے حکایات اہل دل کے عنوان سے بزرگوں کے چند واقعات لکھنے کا ایک سلسلہ شروع کیا۔

قصر شاہی میں صحابیؓ کی استقامت وبیباکی

صحابہ کرام نے جب فارس پر حملہ کیا تو ایک ایسے شہر کا محاصرہ کیا جس میں بادشاہ کا تخت بھی تھا، محاصرہ کئے ہوئے مسلمانوں کو کافی دن گذر گئے، بادشاہ نے اپنے ہمنواؤں سے مشورہ کیا کہ ان لوگوں سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے، یہ تو جدھر بھی قدم اٹھاتے ہیں، کامیاب ہوجاتے ہیں، اگر یہ ہم پر مسلط ہوگئے تو ہم کیا کریں گے، لوگوں نے مشورہ دیا کہ بادشاہ سلامت! آپ ان کو بلا کر اپنا دبدبہ اور جاہ وجلال دکھائیں، یہ بھوکے ننگے لوگ ہیں، یہ ہمارے مال ودولت سے ڈر جائیں گے، اس نے کہا، بہت اچھا، چنانچہ اس نے پیغام بھجوادیا کہ صلح کے لئے کوئی بندہ بھیجو، جو مذاکرات کرے، صحابہ کرام نے ایک صحابی کو اس کی طرف روانہ کیا۔

یہ ایسے صحابی تھے جن کا کرتہ پھٹا ہوا تھا اور ببول کے کانٹوں سے سلا ہوا تھا، ان کے بیٹھنے کے لئے گھوڑے پر زین نہیں تھی، بلکہ ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر آئے اور ہاتھ میں صرف نیزہ تھا۔وہاں جاکر بادشاہ کے تخت پر بیٹھ گئے، بادشاہ کو بڑا غصہ آیا کہنے لگا، تمہیں کوئی لحاظ نہیں کہ تم کس کے پاس آئے ہو، نہ کوئی آداب کا خیال ہے، نہ طریقہ نہ سلیقہ، فرمایا کہ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بادشاہوں کے دربار میں اسی شان سے آنے کا طریقہ سکھایا ہے، یہ سن کر اسے بڑا غصہ آیا، کہنے لگا تم کیا چاہتے ہو؟ فرمایا: اَسْلِمْ تَسْلَمْ ۔اسلام قبول کرلے سلامتی پاجا، کہنے لگا۔نہیں قبول کرتا، فرمایا کہ اگر نہیں قبول کرتا تو پھر حکومت ہماری ہوگی اور تمہیں رہنے کی پوری آزادی ہوگی، اس نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے حکومت ایسے بھوکے ننگے غریب لوگوں کے حوالے کردیں؟ صحابی فرمانے لگے۔اچھا یاد رکھنا کہ اگر یہ بات نہ مانی تو ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں گے، تلوار ہمارا اور تمہارا فیصلہ کرے گی اور تمہاری بیٹیاں ہمارے بستر بنایا کریں گی۔

بھرے دربار میں تلواروں کے سایہ میں بادشاہ کو اس طرح بے خوف ہوکر ایک بات کہہ دی، درباریوں کے سامنے یہ بات سن کر بادشاہ کا پسینہ چھوٹ گیا، اس کی بڑی سبکی ہوئی، کہنے لگا، اچھا تمہاری تو یہ زنگ بھری تلواریں ہیں، تم ان کے ساتھ ہمارا کیا مقابلہ کروگے، آپ تڑپ کر بولے، اے بادشاہ! تم نے ہماری زنگ بھری تلواروں کو تو دیکھا ہے، لیکن تلواروں کے پیچھے والے ہاتھوں کو نہیں دیکھا، تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کن ہاتھوں میں یہ تلواریں ہیں۔انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، اللہ رب العزت نے ان کو کامیابی سے ہمکنار کردیا، جی ہاں، جو غیر اللہ سے نہیں ڈرتے اللہ تعالیٰ ان کی گفتار میں یوں تاثیر پیدا فرمادیتے ہیں (خطبات ذوالفقار:۶۹/۳)

لگاتا تھا جب نعرہ تو خیبر توڑ دیتا تھا ☆ حکم دیتا تھا دریا کو تو رستہ چھوڑ دیتا تھا

اگر استقامت ہوتی تو جلنا نہ پڑتا

ایک مرتبہ حضرت سری سقطیؒ جارہے تھے، دوپہر کا وقت تھا، انہیں نیند آگئی، وہ قیلولہ کی نیت سے ایک درخت کے نیچے سوگئے، کچھ دیر لیٹنے کے بعد جب ان کی آنکھ کھلی تو انہیں ایک آواز سنائی دی، انہوں نے غور کیا تو پتہ چلا کہ اس درخت میں سے آواز آرہی تھی جس کے نیچے لیٹے ہوئے تھے، جی ہاں جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو ایسے واقعات رونما کردیتے ہیں، درخت انہیں کہہ رہا تھا، یا سری! کن مثلی اے سری! تو میرے جیسا ہوجا، وہ یہ آواز سن کر بڑے حیران ہوئے، جب پتہ چلا کہ یہ آواز درخت سے آرہی ہے تو آپ نے اس درخت سے پوچھا، کَیْفَ اَکُوْنُ مِثْلَکَ؟۔کہ اے درخت! میں تیرے جیسا کیسے بن سکتا ہوں؟ درخت نے جواب دیا۔اِنَّ الَّذِیْنَ یرمونني بالاحجار فأرميهم بالاثمار ۔اے سری! جو لوگ مجھ پر پتھر پھینکتے ہیں میں ان لوگوں کی طرف اپنے پھل لوٹاتا ہوں۔اس لئے تو بھی میرے جیسا بن جا، وہ اس کی یہ بات سن کر اور بھی زیادہ حیران ہوئے، مگر اللہ والوں کو فراست ملی ہوتی ہے، لہذا ان کے ذہن میں فوراً خیال آیا کہ اگر یہ درخت اتنا ہی اچھا ہے کہ جو اسے پتھر مارے، یہ اسے پھل دیتا ہے، تو اللہ رب العزت نے درخت کی لکڑی کو آگ کی غذا کیوں بنایا؟ لہذا انہوں نے پوچھا کہ اے درخت! اگر تو اتنا ہی اچھا ہے تو یہ بتا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے آگ کی غذا کیوں بنا دیا؟ اس پر درخت نے جواب دیا۔اے سری! میرے اندر خوبی بھی بہت بڑی ہے، مگر اس کے ساتھ ہی ایک خامی بھی بہت بڑی ہے، اس خامی نے میری اتنی بڑی خوبی پر پانی پھیر دیا ہے، اللہ تعالیٰ کو میری وہ خامی اتنی ناپسند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آگ کی غذا بنادیا، میری خامی یہ ہے کہ جدھر کی ہوا چلی ہے میں ادھر کو ہی ڈول جاتا ہوں یعنی میرے اندر استقامت نہیں ہے (خطبات ذوالفقار:۸/۸۴)

اسلام میں تاریخ کا آغاز

امیر معاویہؓ ایک جید عالم، ایک عظیم مدبر اور ایک بیدار مغز حکمراں ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے ہی علم دوست تھے، انہوں نے ایک دن اپنے دور حکومت میں طلب علم میں بہت زیادہ وسعت پیدا کی ایک دن انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا شخص ملتا جو مجھ سے گذشتہ زمانے کے حالات بیان کرتا تاکہ اپنے زمانہ کے حالات کا موازنہ کرنے کا موقع ملتا، ان سے بتلایا گیا کہ حضر موت میں ایک معمر شخص آمد بن خضرمی ایسا ہے، چنانچہ حضرت معاویہؓ نے اس کو بلوا بھیجا، اس طریقہ سے جبید ابن شہریہ جو یمن اور سلاطین عرب وعجم کی تاریخ کے بڑے عالم تھے، یمن سے ان کے پاس آئے، وہ ان کو تاریخی داستانیں اور ان کے متعلق دل کش قصائد سناتے تھے اور امیر معاویہؓ نے اپنے کاتبوں کو حکم دیا تھا کہ وہ عبیدہ کی داستانوں کو قلمبند کریں، اس طرح اسلام میں تاریخ کا آغاز امیر معاویہؓ کے ہاتھوں ہوا۔

Scanned with CamScanner

مسلمانوں کی کامیابی کا راز

مفتی تنظیم عالم قاسمی

اسلام کی آمد سے قبل لوگ مختلف قبیلوں اور خاندانوں میں بٹے ہوئے تھے، ہر قبیلہ اور ہر خاندان کے لوگ اپنے قبیلے اور خاندان کے لوگوں کو ''اپنا'' تصور کرتے تھے، ان کی نظر میں دوسرے قبیلے ''بیگانے'' تھے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی قبیلے کے ایک فرد کا دوسرے قبیلے کے کسی شخص سے جھگڑا ہوتا تو دونوں طرف سے تمام قبیلے والے اٹھ کھڑے ہوتے اور جب تک بدلہ نہ لیتے، چین سے نہیں بیٹھتے تھے، گویا قبائل عرب میں نسلی اور نسبی رشتوں کو مرکزِ وحدت سمجھا گیا، قریش ایک قوم اور بنوتمیم قوم سمجھی جاتی تھی اور کہیں رنگ کا امتیاز اس وحدت کا مرکز بن رہا تھا کہ کالے لوگ ایک قوم اور گورے دوسری قوم سمجھے جاتے، کہیں وطنی اور لسانی وحدت کو مرکزِ اتحاد بنایا گیا تھا اور کہیں آبائی رسم ورواج کو اپنائیت اور اتحاد کا اصل اور معیار قرار دیا گیا تھا، لیکن جب اسلام آیا تو اس نے رنگ ونسل، زبان ووطن، خاندان اور دوسرے امتیازی نشانات کو مٹادیا، اب امتیاز کی علامت اسلام تھا یعنی گروہ وہ جو اسلام کو جاننے والا تھا اور دوسرا وہ جو اس کا منکر تھا، اسلام کی آمد کے بعد جو لوگ توحید پرست ہیں وہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں، خواہ ان کا تعلق کسی بھی نسل کسی بھی قوم اور زبان سے ہو اور جنہوں نے وحدانیت ورسالت کا اقرار نہیں کیا، وہ غیر ہیں، خواہ وہ خاندانی اور نسلی اعتبار سے حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہوں، حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو پہلے غلام اور حبشہ کے رہنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے اسلام کے سبب انہیں وہ عزت عطا فرمائی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت انہیں یاسیدنا (اے ہمارے آقا) کے لفظ سے خطاب کرتی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے تشریف لائے تو ان سے فرمایا کہ میں نے جنت میں تمہارے قدموں کی آواز سنی ہے۔ (مشکوۃ:۵۷۴)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ ملک روم سے تشریف لائے تھے، لیکن جب اسلام سے وابستہ ہو گئے تو انہوں نے بڑا اونچا مقام پایا، ایران کے رہنے والے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **''سلمان منا اهل البيت''** یعنی سلمان فارسی ہمارے گھر والوں میں شامل ہیں، یہ اور اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے رنگ ونسل اور زبان ووطن کے بتوں کو توڑ دیا اور تمام رشتوں سے اسلام کو سب سے مضبوط رشتہ قرار دیا، یہی وجہ ہے کہ سچے دل سے اسلام کے بعد شریعت اسلامی نے عربی، فارسی، ترکی، ہندی اور دیگر قوموں کو ایک رشتے سے جوڑ دیا اور سب کو ''انما المؤمنون اخوة'' (تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں) کہہ کر ایک دوسرے کے تئیں ہمدردی، محبت اور حسن سلوک کی تاکید کی، اس کے برعکس ابولہب کے احوال دیکھئے، وہ نہ صرف عربی النسل اور قریشی ہے، بلکہ خاندان نبوت سے اس کا گہرا رشتہ ہے، پھر بھی قرآن کریم میں اس پر لعنت نازل ہوئی اور اللہ کی نظر میں اسے ناپسندیدہ اور ملعون قرار دیا گیا، اس لئے کہ کفر ایسی ناپاک شئے ہے، جس سے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن نے مؤمنین کی صفت یہ بیان کی کہ وہ لوگ جو کافر اور مشرک ہیں ان سے یہ دوستی اور تعلق نہیں رکھتے، خواہ وہ ان کے والدین، حقیقی بھائی بہن اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، اس لئے کہ اسلام کا رشتہ، خون کے رشتے سے بھی زیادہ مضبوط اور مستحکم ہے، ارشاد ہے: ''جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، آپ انہیں نہ پائیں گے کہ وہ ایسوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے پیغمبر کے مخالف ہیں، خواہ وہ لوگ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے کنبے والے ہی کیوں نہ ہوں۔

یہی مضمون سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۲۸ اور سورہ ممتحنہ کی ابتدائی آیات میں بیان کیا گیا ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بیشتر ایسے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اسلام اور کفر کی بات آگئی ان لوگوں نے ہمیشہ اسلام کا ساتھ دیا، اسلام کے رشتے کو فوقیت دی اور کفر سے بیزاری اختیار کی، خواہ وہ اپنے گھر اور خاندان کا ہی مسئلہ کیوں نہ ہو، جیسے غزوۂ بنی مصطلق ۵ ہجری میں سفر سے واپسی میں عبداللہ بن اُبی جو منافقین کا سردار تھا، اس کی زبان سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ جملہ نکل گیا کہ ''ہم مدینہ جب لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے بے عزت لوگوں کو نکال باہر کرے گا'' عزت والے سے مراد اس نے اپنے آپ کو اور منافقین کے گروہ کو لیا تھا اور بے عزت سے مراد (نعوذ باللہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کو لیا تھا، شانِ رسالت میں یہ بڑی گستاخی تھی، اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی کہ اس کا سر قلم کردیا جائے، یہ خبر عبداللہ بن اُبی کے بیٹے کو پہنچی، جن کا نام بھی عبداللہ تھا اور یہ پکے مسلمان تھے، یہ فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ کا ارادہ میرے باپ کو اس کی اس گفتگو کے نتیجے میں قتل کرنے کا ہے تو آپ مجھے حکم دیجئے میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کردوں، اس لئے کہ مجھے اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف ان کی کوئی چیز برداشت نہیں ہوسکتی، آپؐ نے فرمایا: نہ میرا ارادہ اس کے قتل کا ہے نہ میں نے کسی کو اس کا حکم دیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے قریب وادیٔ عتیق میں پہنچے تو عبداللہ بن اُبی منافق کے مؤمن صاحبزادے حضرت عبداللہ آگے بڑھے اور تمام سواریوں میں تلاش کرتے ہوئے اپنے باپ کی سواری کے قریب پہنچ کر باپ کی اونٹنی کو بٹھادیا اور اس کے گھٹنے پر پاؤں رکھ کر باپ سے خطاب کیا کہ خدا کی قسم! تم مدینہ میں داخل نہیں ہوسکو گے، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں اور جب تک تم یہ بات واضح نہ کرو کہ تم نے جو بات کہی ہے کہ عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا، س میں عزت والا کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تم؟ کچھ دیر کے بعد جب آپ کا وہاں سے گذر ہوا تو دیکھا کہ عبداللہ ابن اُبی منافق، اپنے بیٹے سے مجبور ہوکر یہ کہہ رہا ہے کہ میں تو بچوں اور عورتوں سے بھی زیادہ ذلیل ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر صاحبزادے سے کہا کہ ان کا راستہ چھوڑ دو، مدینہ جانے دو، تب بیٹے نے راستہ چھوڑا۔

باپ سے کس بیٹے کو محبت نہیں ہوتی، عبداللہ بن اُبی کے مؤمن صاحبزادے کو بھی اپنے باپ سے کافی محبت تھی، بالخصوص اس لئے کہ وہ صحابی تھے اور ایک صحابی کو والدین کے مراتب اور درجات سے مکمل واقفیت ہوتی ہے، لیکن جب ان کی زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک شان میں گستاخانہ کلمہ سنا تو وہ برداشت نہیں کرسکے، اس لئے کہ آپ کی عظمت ومحبت پر تمام محبتیں قربان ہیں اور اسلام کا رشتہ خاندانی اور خون کے رشتے سے بھی زیادہ مضبوط ومستحکم ہے، جب دونوں رشتے آپس میں ٹکرا جائیں تو اسلام کے رشتے کو اختیار کیا جائے گا، کیونکہ یہی ایمان وعقائد کا خلاصہ ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد نے ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ گستاخانہ کلمہ کہہ دیا تو حضرت ابوبکرؓ جو بہت ہی رحم دل انسان تھے، تحمل نہ کرسکے، ان کو غصہ آگیا اور زور سے ایک طمانچہ رسید کیا، جس سے ابو قحافہ گر پڑے، آپ کو اس کی اطلاع ملی تو فرمایا: آئندہ ایسا نہ کرنا، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے والد جراح، غزوۂ احد میں کفار کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے آئے تو میدان جہاد میں وہ بار بار حضرت ابوعبیدہ کے سامنے آتے، وہ ان کے درپے تھے، یہ سامنے سے ہٹ جاتے، جب انہوں نے مسلسل یہ صورت اختیار کی تو ابوعبیدہ نے اپنے باپ کو قتل کردیا، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے خود اپنے بھائی عبید بن عمیر کو اُحد کے دن اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا، اس طرح کے کتنے ایسے واقعات ہیں کہ مسلمانوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی کافر رشتہ داروں کو قتل کیا ہے، کیوں کہ اسلام کا رشتہ اصل رشتہ ہے، جس پر دنیا کے تمام رشتے قربان ہیں۔ (قرطبی:۱۸/۱۹۹)

ابوسفیان ایک مرتبہ حالتِ کفر میں اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ سے ملنے کے لئے مدینہ آئے، اپنی بیٹی کے گھر پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنا چاہا، حضرت ام حبیبہؓ نے بستر لپیٹ دیا، یہ دیکھ کر ابوسفیان نے پوچھا: کیا بات ہے؟ کیا تم نے مجھے اس بستر کے قابل نہیں سمجھا یا تم اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھتی؟ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک بستر ہے، جب کہ آپ مشرک ہیں، مجھے یہ گوارا نہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھیں، ابوسفیان نے کہا کہ میرا ساتھ چھوٹنے کے بعد تمہارے اندر بگاڑ آگیا ہے۔ (ابن ہشام:۲/۳۹۶)

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کی والدہ بحالت کفر مکہ مکرمہ سے مدینہ آئیں اور اپنی بیٹی اسماء کے لئے کچھ تحفے ساتھ لائی تھیں، حضرت اسماءؓ نے ان کا تحفہ قبول کرنے سے انکار کردیا، بلکہ اپنے گھر میں داخل ہونے کی بھی اجازت نہیں دی، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاملہ بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو، اس کے بعد انہوں نے اپنی والدہ کو اندر آنے کی اجازت دی (صحیح بخاری) واضح رہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دوسری ام رومان کے بطن سے تھیں اور یہ مسلمان ہوگئی تھیں۔

مذکورہ واقعات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں اور صحابیات میں بھی یہی جذبہ کارفرما تھا کہ اسلام کا رشتہ سب سے بڑا رشتہ ہے، جس نے اسلام قبول کرلیا درحقیقت وہی بھائی اور بہن کہلانے کے لائق ہے اور جس نے کفر کو اختیار کیا وہ اس قابل نہیں کہ اس کی عزت وتکریم کی جائے، غرض اسلام نے تمام بنی نوع انسان کو صرف دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک مسلمان اور دوسرے مشرک اور کافر۔ اس کے علاوہ خاندانی، وطنی، علاقائی، لسانی اور دوسری دیواریں منہدم کردی گئیں، محض خاندان، وطن یا زبان اس قابل نہیں کہ اسے عزت وامتیاز اور تشخص کی علامت قرار دیا جائے، اگر کوئی اسے نصرت وتعاون کی بنیاد قرار دیتا ہے تو وہ غلط راہ پر ہے، جس کی اسلام میں گنجائش نہیں، وطنی یا نسبی قومیت کی بنیاد پر تعاون وتناصر جاہلیت کا طریقہ ہے، اس کے ترک کا حکم دیا گیا ہے۔

ایک غزوہ میں مسلمانوں کا لشکر ایک پانی کے چشمے کے اردگرد جمع تھا، کسی بات پر ایک مہاجر اور ایک انصار میں جھگڑا ہوگیا، مہاجر نے مہاجرین کو **یا للمهاجرين** اور انصاری نے انصار صحابہ کو **یا للانصار** کہہ کر پکارا، دونوں کی مدد کے لئے کچھ افراد پہنچ گئے اور قریب تھا کہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ کھڑا ہوجائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو فوراً موقع پر تشریف لے گئے اور سخت ناراضگی کے ساتھ فرمایا: **أبدعوى الجاهلية وأنا بين أظهركم** ''میری موجودگی میں تم لوگ جاہلیت کا نعرہ لگاتے ہو اور فرمایا: **دعوها فانها منتنة** ''اس نعرے کو چھوڑ دو، یہ بدبودار نعرہ ہے'' (صحیح مسلم)

یہ ایک حقیقت ہے کہ شریعت، مہذب اور شریفانہ القاب پسند کرتی ہے اور ہر طرح اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، لیکن جب ان القاب پر عصبیت کی گہری چھاپ پڑجاتی ہے اور ان الفاظ والقاب کو غلط مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو ان کا استعمال ناجائز اور ترک واجب ہوجاتا ہے، انصار اور مہاجر کا لفظ حقیقت اور معنی کے اظہار کے لئے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین کے لئے ان کی خصوصیات میں الگ الگ جملے بھی ارشاد فرمائے ہیں، مگر ان جملوں کے استعمال میں عصبیت کو راہ دینا غلط تھا، اس لئے آپؐ نے اس طرح کی نعرہ بازی سے منع فرمایا، زمانۂ جاہلیت میں حسب ونسب اور خاندان وقبیلہ کی بنیاد پر تعاون کا سلسلہ جاری تھا، جس کو عصبیت کہا جاتا ہے، جو شخص متعصب ہوتا ہے اس کے پیش نظر یہ بات نہیں ہوتی کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق ہے، بلکہ اپنی خاندانی، وطنی محبت کو بنیاد بناتے ہوئے اپنے تعاون کا اسے مستحق سمجھتا ہے اور اس کا ہر اعتبار سے مدد کرنے کو لازم سمجھتا ہے، جیسا کہ ایک صحابی نے عصبیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عصبیت یہ ہے کہ تم ظلم پر اپنی قوم وجماعت کی حمایت کرو اور اس کی مذمت بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی دعوت دے، نہ وہ شخص ہم میں سے ہے جو عصبیت کے سبب جنگ کرے، اسی طرح وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی حالت میں مرجائے''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبۂ حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا کہ جاہلیت کی سب رسمیں میرے قدموں کے نیچے مسل دی گئی ہیں، اب عربی عجمی، کالے گورے، ملکی غیر ملکی کے امتیازات کے بت ٹوٹ چکے ہیں، باہمی تعاون وتناصر کی اسلامی بنیاد پر صرف حق وانصاف ہے، جس کے تابع سب کو چلنا ہے، یہی اخوتِ اسلامی ہے، جس نے عرب وعجم، کالے اور گورے، دولت مند اور غریب، مرد وعورت، بڑے اور چھوٹے مختلف بولیوں کے بولنے والے اور الگ الگ تہذیبی وتمدنی شناخت رکھنے والے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک کلمہ پر جمع کر رکھا ہے، جس کو ختم کرنے اور توڑنے کی آج مختلف جہات سے کوششیں کی جارہی ہیں اور مخالف طاقتیں بہت حد تک اس میں کامیاب نظر آرہی ہیں، سب مسلمانوں میں کہیں وطنی اور لسانی تعصب ہے، تو کہیں ملکی اور خاندانی عصبیت نے راہ پالی ہے، جس کے سبب مسلمانوں کی قومیں منتشر ہوگئی ہیں، مختلف گروہوں اور جماعتوں میں منقسم ہوکر اسلام کا اتحاد بکھر گیا ہے اور اہل توحید خانہ جنگی کے شکار ہوگئے ہیں، جس سے باطل طاقتوں کو مزید اپنے حربے استعمال کرنے کا موقع حاصل ہورہا ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ تمام مسلمان ذاتی، خاندانی اور ملکی رنجش سے بالاتر ہوکر سوچیں کوئی مسلم خواہ کسی ریاست کسی ملک یا کسی بھی زبان وخاندان اور ملک سے وابستہ ہو، وہ ہماری ہمدردی اور غم خواری کا مستحق ہے، اس کے ساتھ جذبۂ اخوت کا معاملہ کیا جانا چاہے کہ یہی مسلمان قوموں کے عروج وبلندی کا راز ہے۔

خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

محمد ابراهیم خان مهار اشترا

آج معاشرے کی صورتحال "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کے مصداق ہے ہم نے اپنے ملک سے ام الخبائث شراب کو ختم کرنے کے لئے کیا کیا جتن نہیں کیے، مگر کیا ہوا۔ شراب تو ختم نہ ہوئی، پانی کی فراہمی کم ہوگئی عذاب الٰہی نے پانی کے قطرے قطرے کو ترسا دیا، آج ملک میں کتنے علاقے ہیں جہاں لوگ پانی کے مٹکے لیے تلاش آب میں مارے مارے پھرتے ہیں، لیکن پانی شراب کی شکل اختیار کر گیا اور شراب ملک کے کونے کونے اور گوشے گوشے میں اس مقدار میں پہنچ گئی ہے کہ شراب سے سارا ملک سیراب ہوگیا ہے، اس طرح یہ مصرعہ بھی کہ "حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی" حقیقت بن گیا، اب ہر طرف بے حیائی کے نظارے عام ہیں، تمام ذرائع وسائل بھرپور طریقے سے بے حیائی عام کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور ایجنسیاں مالا مال ہو رہی ہیں، صرف انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں میں ہر سیکنڈ ۲۸/ ہزار سے زائد لوگ فحش سائٹس پر جاتے ہیں، ۱۲/ فیصد ویب سائٹ فحش مواد پر مشتمل ہیں، فحش ویب سائٹس کا کاروبار سالانہ ایک کروڑ ۳۰/ لاکھ ڈالر سے زیادہ ہے۔

اس کے نتیجہ میں جنسی بے راہ روی عام ہو رہی ہے، ہندوستان میں حالیہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق عصمت دری کے تقریباً ۲۵/ ہزار واقعات درج ہوئے، جہیز ہراسانی کی وجہ سے ہونے والی موات ۸/ ہزار سے زائد اور عورتوں کی اہانت کے ۹/ ہزار سے زائد واقعات درج کیے گئے، ملک میں شراب کے عادی سات کروڑ سے زائد افراد پائے جاتے ہیں، اس طرح سوا کروڑ کے قریب لوگ دوسری منشیات کی لت میں مبتلا ہیں، شراب کا دوسرا روپ وہ ڈرگس (Drugs) ہیں جو عقل کو بے حس کرنے والے ہیں، سگریٹ نوشی کو بھی ایک فیشن کی طرح اختیار کیا جاتا ہے اور پھر عالم یہ ہوتا ہے کہ چھٹتی نہیں ہے کمبخت منہ کی لگی ہوئی۔

حالانکہ سگریٹ اور تمباکو کی اشیاء پر لکھا ہوتا ہے کہ ان کا استعمال صحت کے لیے نقصان دہ ہے، اس سے پھیپھڑوں کا کینسر، ٹی بی اور دل کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، روپے پیسے اور صحت کی بربادی پھر ہر وقت سموکنگ کرنے والوں کے منہ سے بدبو بھی آتی ہے جو دوسروں کے لیے بھی کراہت کا باعث بنتی ہے، گٹکھے کے استعمال سے منہ کا کینسر ہوتا ہے، تمباکو، گٹکھا اور سموکنگ کرنے والوں کی اموات میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

قرآن و حدیث میں نشہ آور اشیاء کے استعمال کے سلسلے میں واضح ہدایات موجود ہیں اس کی حرمت کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ ان نشہ آور اشیاء کا استعمال عقل کو بے حس کر دیتا ہے، عبادت میں اور ذکر الٰہی سے بھی غافل کر دیتا ہے، لہٰذا ڈرگس خواہ جامد شکل میں استعمال کیے جائیں یا ان کو رقیق بنا کر ان کے انجکشن لگوائے جائیں حرمت ہی کے حکم میں ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہوا ہے "ہر نشہ آور چیز حرام ہے"

ابوداؤد کی حدیث میں یہ صراحت بھی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز سے منع فرمایا ہے جو نشہ آور فتور پیدا کرنے والی ہو۔

جہاں تک سگریٹ نوشی کی بات ہے، قرآن نے واضح حکم دیا ہے کہ "اپنے آپ کو قتل نہ کرو" (سورۃ النساء:۲۹) اور یہ بھی کہ "اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" (سورۃ البقرۃ:۱۹۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدبودار اشیاء کے استعمال کے بعد مسجد میں داخل ہونے سے منع فرمایا ہے، یہ بے حیائی اور نشیلی چیزوں کا استعمال اس طرح کی خرابیاں ہیں کہ انسان کو ہر طرح کی اخلاقی خرابیوں میں مبتلا کر دیتی ہیں، جھوٹ، مکر و فریب، بزرگوں کے ساتھ بے ادبی، والدین، عزیز اقارب اور بیوی بچوں کے حقوق سے غفلت، جوا، کرپشن، سودی لعنت اور اخلاقی خرابیاں ایک کے بعد ایک چلی آتی ہیں کہ شخصیت کا جنازہ نکل جاتا ہے، تعلیمی معاشی کردار مجروح ہو جاتا ہے، اور آخرت کی رسوائی الگ۔

حدیث شریف میں ہے کہ اس امت میں زمین میں دھنسنے، شکلیں بگڑنے اور آسمان سے پتھر برسنے کا عذاب نازل ہوگا کسی صحابی نے عرض کیا، یا رسول اللہ ایسا کب ہوگا فرمایا جب گانے اور ناچنے والی عورتیں اور گانے بجانے کا سامان ظاہر ہو جائے گا اور شرابیں اڑائی جائیں گی، اس طرح فتح الباری صفحہ ۹۴ جلد ۱۰ میں درج ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آخری زمانے میں میری امت کے کچھ لوگ بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ ہو جائیں گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ توحید اور رسالت کا اقرار کرتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں! وہ نماز، روزہ، حج بھی کریں گے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟ فرمایا وہ آلات موسیقی و رقاصہ عورتوں اور طبلہ و سارنگی وغیرہ کے رسیا ہوں گے اور نشہ کی چیزوں کا استعمال کریں گے، شرابیں پیا کریں گے، بالآخر وہ رات بھر مصروف لہو و لعب رہیں گے اور صبح ہوگی تو بندر اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہو چکے ہوں گے۔ معاذ اللہ

لہٰذا گناہوں میں ملوث نوجوانوں کو سوچنا چاہئے کہ اپنی خود کی تباہی کے ساتھ ساتھ وہ ملک کی تباہی و بربادی کا سامان بھی کر رہے ہیں، ذرا غور تو کریں کہ اگر چند نوجوان جو کسی مقام پر سیر و تفریح میں مگن ہوں، رنگ رلیاں منا رہے ہوں اور ایسے میں انہیں کہیں آس پاس کسی مکان سے آگ کے شعلے اٹھتے ہوئے نظر آ جائیں اور مکان سے کسی کے رونے چیخنے چلانے کی آواز بھی آ رہی ہو تو ایسے وقت میں وہ بھی اپنی سیر و تفریح میں مست رہیں گے یا اگر کہیں کچھ لوگ عبادت و ریاضت میں یا ذکر الٰہی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہوں تب ان کے لئے ممکن ہوگا کہ وہ چلتے ہوئے مکان کی طرف دھیان دیے بغیر اپنے کاموں میں مصروف رہیں، نہیں، ہرگز نہیں، کتنا ہی شقی القلب انسان ہو وہ یہ منظر دیکھ کر چین سے نہیں بیٹھ سکتا وہ فوراً دوڑ پڑے گا اور آگ پر قابو پانے اور مکان میں شعلوں کی زد میں انسانوں کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

بس اس مثال کو سامنے رکھیے اور دیکھیے کہ جو نوجوان برائی کی اس آگ میں جل رہے ہیں ان کا انجام کیا ہوگا اور جو لوگ برائی کی آگ میں جلتے ہوئے لوگوں کو دیکھ رہے ہیں۔ لیکن انہیں آگ سے بچانے کی اپنی سی ہر ممکن کوشش کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ان کے بارے میں کیا خیال کیا جائے گا؟

آج معاشرہ کی یہی حالت ہے اس لئے یہ برائی کی آگ بڑھتی جا رہی ہے اور اپنی لپیٹ میں سبھی کو لے رہی ہے۔ اس لئے ایمان والوں کو بھی معاشرے کی ان خرابیوں سے بچنے کی کوشش کرنا چاہئے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے درمیان بسنے والے تمام ہی انسانوں کے تعلق سے فکرمند رہنا چاہئے۔ ان شاء اللہ برائی سے بچنے اور بچانے کی یہ فکر ہمارے نوجوانوں میں پیدا ہو جائے گی تو دیکھتے ہی دیکھتے برائی کا یہ سیلاب تھم جائے گا اور انسانیت امن و امان، عدل و انصاف اور اچھائیوں کا گہوارہ بن جائے گی۔

لہٰذا ملک کے نوجوانوں کی عمومی طور پر اور ملت کے نوجوانوں کو خصوصی طور پر بے حیائی کی اس بات کی محفوظ رکھنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، مسلم نوجوانوں کو اس بات کی طرف رغبت دلائی جائے کہ وہ اپنی زندگی اتباع سنت کے مطابق گزاریں، جب ان کے ایمان میں کمال آ جائے گا اور وہ مومن کامل بن جائیں گے تو گناہوں سے باز رہیں گے لیکن یاد رکھیے، اتباع سنت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ کبھی غلطی اور گناہ ہی نہ ہو، یہ تو شان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے کہ گناہ نہ ہو مگر اس کا فوری حل یہ ہے کہ ہم توبہ کر لیں، صدق دل سے توبہ کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، ساتھ ہی نوجوانوں کے کردار کی تعمیر کے لئے فضاء ہموار کرنے کی ضرورت ہے، انہیں فحاشی و عریانیت، فیشن، نشہ آور اشیاء کا استعمال صارفیت اور دیگر منکرات کے نقصانات سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔

مسلم نوجوانوں کو اپنی اصلاح کے ساتھ معاشرہ کی برائیوں کے ازالے کے لئے تیار کیا جائے، اس تناظر میں یہ عہد نامہ شائع کیا جاتا ہے، گذارش ہے کہ نوجوان اس عہد نامہ پر غور کریں، اپنا احتساب کریں اور ان کے مطابق اپنی جوانیوں کو داغدار ہونے سے بچائیں۔

عہد نامہ

اپنی جوانی کو بے داغ رکھنے کے لئے آیئے کریں کہ خدا سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں گے، آخرت کی جوابدہی کو یاد رکھیں گے، قرآن کا سمجھ کر مطالعہ کریں گے۔

صالح صحبت اختیار کریں گے، بری صحبت کو اختیار کر کے اپنی زندگی کو برباد نہیں کریں گے۔

خود کو خدمت خلق، سماجی و فلاحی و بہبود اور دینی سرگرمیوں میں مصروف رکھیں گے۔

سماجی برائیوں سے خود کو دور رکھیں گے اور دوسروں کو بھی روکیں گے اور معاشرہ کی اصلاح میں سرگرم حصہ لیں گے۔

رشوت خوری کی ہمت شکنی کریں گے، نہ رشوت لیں گے اور نہ رشوت دیں گے۔

جوا سٹہ لاٹری وغیرہ میں ملوث نہیں ہوں گے۔

بیڑی سگریٹ، گٹکھا، نشہ آور اور ڈرگس وغیرہ سے دور رہیں گے، اپنے دوستوں کو بھی دور رکھیں گے۔

اپنی وسعت کے لحاظ سے ضروریات متعین کریں گے، سودی قرضوں کے بوجھ میں گرفتار نہیں ہوں گے، صرف ضروریات کی حد تک اشیاء خریدیں گے محض اپنی شان کے لئے کوئی چیز نہیں خریدیں گے۔

شادی بیاہ میں سادگی اختیار کریں گے، جہیز کا نہ مطالبہ کریں گے نہ کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کریں گے، دین داری کو ترجیح دیں گے، اپنی نظریں نیچی رکھیں گے، ڈیٹنگ (Dating) غیر محرم سے چیٹنگ لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ وغیرہ جیسی قبیح حرکتیں نہیں کریں گے۔

فحاشی و عریانیت کی طرف لے جانے والی ساری سرگرمیوں سے خود کو دور رکھیں گے۔

ٹی وی، موبائیل فون اور انٹرنیٹ کا وہ بے لگام استعمال نہیں کریں گے سڑکوں پر آوارہ گردی اور بے کار گپ شپ نہیں کریں گے۔

فیس بک ٹویٹر اور دیگر سماجی لگائیں گے۔ نمود و نمائش اور فضول خرچی سے بچیں گے۔

مساجد کے ائمہ اور مدارس کے علماء کرام اگر ان باتوں کی روشنی میں ملت کے نوجوانوں کی اصلاح کے لئے اپنے خطبات کے ذریعہ رہنمائی فرمائیں گے تو اصلاح کا باعث ہوگا۔

Phulwari Fashion Bazar
THE LADIES GARMENSTS SHOP
Deals in: Kurti, Top, Plazo, Legins, Jeans, Night wear, Nighty, Sharara, Gharara, Naqab, Stall and all western outfits
WHOLE SALE & RETAIL
Prop: MD ZEESHAN ALAM, Cntact No: 7488734192,7979726766,9693698733
S.R. PALACE SHOP NO-11, BEHIND PHULWARI BAZAR
OPP-ISLAMIA B.ED. COLLEGE, PHULWARI SHARIF, PATNA-801505

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

بنگلہ دیش میں روہنگیا گروہوں کے درمیان جھڑپیں، سات ہلاک

بنگلہ دیش کے کاکس بازار میں جمعہ کو روہنگیا پناہ گزینوں کے دو حریف گروہ کے درمیان جھڑپ میں کم از کم سات افراد ہلاک ہوگئے۔ بی ڈی نیوز 24 نے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس شہاب قیصر خان کے حوالے سے بتایا کہ صبح 4.15 پر اوکھیا مہاجر کیمپ میں فائرنگ کے واقعے میں 7 افراد ہلاک اور کچھ زخمی ہوگئے۔ مسٹر خان نے کہا کہ فائرنگ کی وجہ کی تصدیق نہیں ہوسکی ہے، وہیں مرنے والوں کی شناخت ابھی نہیں کی جاسکی ہے۔(یواین آئی)

کسی ملک کو نشانہ بنا کر میزائل کا تجربہ نہیں کیا: شمالی کوریا

شمالی کوریا نے کہا ہے کہ اس نے آبدوز سے بیلسٹک میزائل امریکہ یا کسی دوسرے ملک کو نشانہ بنا کر نہیں داغی تھی۔ شمالی کوریا کی وزارت خارجہ نے یہ وضاحت دی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ جنوبی کوریا نے کہا تھا کہ شمالی کوریا نے منگل کی رات جاپان کے سمندر کی طرف ایک میزائل کا تجربہ کیا۔(یواین آئی)

شمال مشرقی چین میں دھماکے سے تین افراد ہلاک، 30 زخمی

چین کے صوبہ لیاؤننگ کے دارالحکومت شین یانگ کے ایک ریستوران میں جمعرات کو ہونے والے دھماکے میں مرنے والوں کی تعداد تین ہوگئی ہے اور 30 دیگر زخمی ہوئے ہیں۔ مقامی اشتہاری محکمہ نے بتایا کہ دھماکہ ضلع ہپنگ کے تائی یوان گلی میں جمعہ کی صبح تقریباً 8.20 بجے ہوا۔(یواین آئی)

دنیا بھر میں بڑی تعداد میں ایک لاکھ پندرہ ہزار ہیلتھ ورکرز کی موت

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) نے دنیا کے تمام ممالک سے ہیلتھ ورکرز کو ویکسینیشن میں ترجیح دینے کی اپیل کی ہے، کیونکہ اس کے ایک سروے میں اس بات کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ جنوری 2020 اور مئی 2021 کے درمیان کورونا وائرس سے 115000 ہیلتھ ورکرز کی موت ہو چکی ہے۔ ڈبلیو ایچ او کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر ٹیڈروس اڈنوم گیبریسس نے جمعرات کو ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ 119 ممالک کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ عالمی سطح پر اوسطاً پانچ میں سے صرف دو طبی کارکن کو پوری طرح سے ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ بعض ممالک میں تو یہ شرح اور بھی کم ہے۔ مثال کے طور پر ہیلتھ آرگنائزیشن کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ افریقہ میں دس میں سے صرف ایک ہیلتھ ورکر کو کورونا کے دو ٹیکے لگائے گئے، جبکہ بیشتر زیادہ آمدنی والے ممالک میں 80 فیصد سے زیادہ ہیلتھ ورکرز کو مکمل طور پر ویکسین دی گئی ہے۔(یواین آئی)

طالبان ہندوستان سمیت مختلف ممالک سے معاشی و سیاسی تعاون کا خواہاں

طالبان نے کہا ہے کہ وہ ہندوستان سمیت مختلف ممالک سے افغانستان کے لیے معاشی اور سیاسی مدد چاہتا ہے۔ ماسکو مذاکرات سے پہلے، طالبان کے ترجمان اور افغانستان کے وزیر اطلاعات و ثقافت ذبیح اللہ مجاہد نے میڈیا کو بتایا کہ ہم ماسکو مذاکرات کے دوران اپنے ہم سایہ ممالک سے افغانستان کو معاشی، سیاسی اور سفارتی شعبے میں مدد کرنے کی اپیل کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کو مالی مدد کی ضرورت ہے۔(یواین آئی)

مسجد حرام میں کورونا پابندیوں کے بغیر نمازیں شروع

ڈیڑھ سال بعد مسجد الحرام میں کورونا پابندیوں کے خاتمے کے بعد مورخہ ۲۲/اکتوبر کو پہلے جمعہ میں خانہ کعبہ نمازیوں سے بھر گیا یہ منظر بڑا رقت آمیز تھا۔ خیال رہے کہ کورونا وبا کے باعث مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں انتہائی کم تعداد میں ہی نمازیوں کو آنے کی اجازت تھی اور باجماعت نماز میں بھی سماجی فاصلہ برقرار رکھنا ضروری تھا۔ یہ پابندیاں ڈیڑھ سال جاری رہنے کے بعد گزشتہ ہفتے ختم کردی گئیں۔ سعودی عرب کی جانب سے مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ میں کورونا پابندیوں کے خاتمے کے اعلان کے بعد سے سماجی فاصلے کے اسٹیکرز ہٹا دیئے گئے اور خانہ کعبہ و مقام ابراہیم کے گرد حائل رکاوٹیں ختم کردی گئیں۔ جس کے بعد ۱۷/اکتوبر کو پہلی بار بغیر سماجی فاصلے اور کورونا کی دیگر پابندیوں کے بغیر نماز ادا کی گئی اور پھر سے خانہ کعبۂ استووا، اقیموا صفوفکم، تراصوا' کی صداؤں سے گونج اُٹھا۔(نیوز ایکسپریس)

تعلیم و روزگار

ایک ارب کووڈ ویکسین کا سنگ میل عبور، مودی کا قوم سے خطاب

کووڈ ویکسین کی ایک ارب خوراک کا سنگ میل عبور کرنے پر بھارتی وزیر اعظم نے جمعہ کو قوم سے خطاب کیا۔ اہم عالمی شخصیات نے وزیر اعظم مودی کو مبارک باد دی ہے۔ لیکن اپوزیشن جماعتیں اس کامیابی پر سوالات بھی اٹھا رہی ہیں۔ کانگریس نے دعویٰ کیا ہے کہ وزیر اعظم نے اپنے بیان میں غلط اعداد و شمار پیش کیے ہیں جسکے لیے انہیں قوم سے معافی مانگنی چاہئے

تقریباً ایک ارب 40 کروڑ آبادی والے اور چین کے بعد آبادی کے اعتبار سے دنیا کے دوسرے بڑے ملک بھارت میں ایک ارب سے زائد افراد کو کووڈ ویکسین کی کم از کم ایک خوراک دی جاچکی ہے۔ حکومت کے دعویٰ کے مطابق جمعرات 21 اکتوبر کو بھارت نے یہ سنگ میل عبور کیا۔ اسی تناظر میں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے جمعہ 22 اکتوبر کو قوم سے خطاب کیا۔ وزیر اعظم مودی نے کہا کہ ایک ارب لوگوں کو ویکسین کی خوراک لگانا محض ایک تعداد نہیں ہے بلکہ یہ بھارت کی صلاحیت کا مظہر ہے۔ یہ ملک کے لیے ایک نیا باب ہے، جو بتاتا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے ہدف کو کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے۔ دنیا بھارت کی اس کامیابی پر حیرت زدہ ہے کیونکہ بھارت اب تک بیشتر ویکسین دیگر ملکوں سے درآمد کرتا رہا تھا اور لوگوں کو یہ شبہ تھا کہ بھارت اتنی بڑی آبادی کو ویکسین فراہم کر بھی سکے گا یا نہیں۔ تاہم ایک ارب افراد کو ویکسین کی خوراک کی فراہمی ان تمام سوالوں کا جواب ہے۔

دوسری طرف اپوزیشن جماعتوں نے کووڈ ویکسینیشن پروگرام میں ملک بھر کے ڈاکٹروں اور طبی عملے کے تعاون پر ان کا شکریہ ادا کیا تاہم وبا سے نمٹنے کے مودی حکومت کے طریقہ کار پر سوالات بھی اٹھائے۔ کانگریس کے ترجمان رندیپ سنگھ سرجے والا نے کہا کہ مودی حکومت کو جان لینا چاہیے کہ جشن منانے سے زخم نہیں بھریں گے۔ مودی حکومت کی مجرمانہ لاپرواہی اور کورونا ٹیکہ کاری کی پالیسیوں کو بار بار تبدیل کر کے ملک کے عوام کی جان خطرے میں ڈالی گئی، جس کا جواب دینے کا وقت آ گیا ہے۔ کانگریس کے رکن پارلیمان منیش تیواری نے ٹوئٹر کے ذریعہ مودی پر حملہ کرتے ہوئے کہا کہ مودی کے کام کرنے کا طریقہ بہت دلچسپ ہے، جب کووڈ کی دوسری لہر کے دوران مجرمانہ لاپرواہی کی ذمہ داری لینے کی بات آئی تو وہ لاپتا ہوگئے۔ لیکن جب کامیابی کا سہرا لینے کا وقت آتا ہے تو وہ قطار میں سب سے آگے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ عالمی صحت تنظیم (ڈبلیو ایچ او) کے ڈائریکٹر جنرل ایڈہانوم گیبریسس نے ایک ارب ویکسینیشن کا سنگ میل حاصل کرنے پر اپنے تہنیتی پیغام میں کہا: "وزیر اعظم نریندر مودی، سائنسدانوں اور ہیلتھ ورکرز اور بھارتی عوام کو کووڈ 19 سے حفاظت فراہم کرنے کی ان کی کوششوں کے لیے بہت بہت مبارک باد۔" اس موقع پر وبائی امراض کے ماہر ڈاکٹر چندر کانت لہریا نے میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ گو کہ ایک ارب افراد کو ریکارڈ وقت میں ٹیکہ لگانا بڑی بات ہے اور اس پر فخر کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا: "گو کہ بیشتر لوگوں کو ٹیکہ لگ گیا ہے اور انفیکشن میں بھی کمی آئی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وبا ختم ہوگئی ہے۔ کووڈ سے بچنے کے لیے احتیاطی اقدامات اب بھی ضروری ہیں۔" بلوم برگ کے ویکسینیشن ٹریکر کے مطابق بھارت میں صرف تیس فیصد افراد کو ہی کووڈ۔19 کے دونوں ٹیکے لگائے جاسکے ہیں۔ اکیاون فیصد بھارتی شہریوں کو کووڈ ویکسین کا اب تک صرف ایک ٹیکہ لگایا گیا ہے۔ اگر دنیا کے دو سب سے زیادہ آبادی والے ملکوں کا موازنہ کیا جائے تو اس لحاظ سے بھارت کے پڑوسی ملک چین میں ستمبر تک ایک ارب پانچ کروڑ سے زیادہ افراد یعنی تقریباً پچھتر فیصد آبادی کو کووڈ ویکسین کے دونوں ٹیکے لگائے جاچکے تھے۔(بحوالہ ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

حج-2022 کا سرکاری اعلان نومبر کے پہلے ہفتے میں: نقوی

مرکزی وزیر برائے اقلیتی امور مختار عباس نقوی نے کہا ہے کہ حج ادا کرنے کے خواہشمند افراد کے انتخاب کا عمل، کورونا ویکسین کی دونوں خوراکیں لگوانے اور سعودی عرب حکومت کی جانب سے حج 2022 کے وقت طے کیے جانے والے کورونا پروٹوکول، رہنما خطوط اور معیار کے تحت ہوگا اور اس کا باضابطہ اعلان نومبر کے پہلے ہفتے میں کیا جائے گا۔ مسٹر نقوی نے حج جائزہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ حجاج کرام کو ڈیجیٹل ہیلتھ کارڈ، "ای مسیحا" ہیلتھ سہولت، مکہ مدینہ میں قیام کرنے کی عمارت/ٹرانسپورٹ کی معلومات ہندوستان میں ہی فراہم کرنے والے ای-لگیج ٹیگنگ کی سہولت بھی فراہم کی جائے گی۔(یواین آئی)

مولانا منت اللہ رحمانی پارا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں

پیتھالوجی اور فیزیوتھیراپی کے ڈگری کورسز کے لئے داخلہ ٹیسٹ 31 اکتوبر 2021 کو امارت شرعیہ کیمپس پھلواری شریف پٹنہ میں

امارت شرعیہ کی نگرانی میں عرصہ سے مولانا منت اللہ رحمانی پارا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ چل رہا ہے، جس سے سینکڑوں طلبہ مستفید ہوتے آرہے ہیں۔ یہاں پیتھالوجی اور فیزیوتھیراپی میں ڈپلوما اور ڈگری کورسز اور ریڈیولوجی (ایکسرے) میں ڈپلوما کی تعلیم ہوتی ہے۔ ڈپلوما کورسز ہیلتھ ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف بہار سے منظور شدہ ہیں جبکہ ڈگری کورسز کو آریہ بھٹ نالج یونیورسٹی، میٹھاپور پٹنہ سے الحاق اور منظوری حاصل ہے۔ انسٹی ٹیوٹ میں تعلیمی سال 2021 کے لیے بیچلر ان میڈیکل لیبوریٹری ٹیکنالوجی (B.M.L.T.)، بیچلر ان فیزیوتھیراپی (B.P.T.) اور ڈپلوما ان ریڈیولوجی تھیراپی (D.M.R.T.) میں داخلہ کے خواہش مند طلبہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ان کورسوں میں داخلہ کے لیے داخلہ امتحان (Entrance Exam) 31/اکتوبر 2021 روز اتوار کو امارت شرعیہ کیمپس پھلواری شریف، پٹنہ میں منعقد کیا جائے گا۔ امتحان کے لیے فارم بھرنے کی آخری تاریخ 30/اکتوبر 2021 ہے، جو طلبہ B.M.L.T (پیتھولوجی)، B.P.T (فیزیوتھراپی)، D.M.R.T (ایکسرے) میں داخلہ لینا چاہتے ہیں، ان کو فزکس، کیمسٹری، بایولوجی اور انگریزی سبجیکٹ کے ساتھ I.Sc پاس ہونا لازمی ہے۔ خواہش مند طلبہ داخلہ ٹیسٹ میں شرکت کے لیے انسٹی ٹیوٹ کے کاؤنٹر سے فارم کی فیس (-/700) ادا کر کے فارم حاصل کر لیں اور داخلہ ٹیسٹ میں لازمی طور پر شریک ہوں۔

سہیل احمد ندوی
سکریٹری جنرل امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

تفصیلات کے رابطہ کریں:

ایس نثار احمد (ایڈمنسٹریٹر): 8873771070

ضیاء الدین (اکیڈمک انچارج): 9631529759

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

کرناٹک ہائی کورٹ کا فیصلہ شریعت میں واضح مداخلت: حضرت امیر شریعت

ابھی حالیہ دنوں میں کرناٹک ہائی کورٹ کے فاضل ججوں نے ایک مسلم مطلقہ خاتون سائرہ بانو کے مقدمہ میں سابق شوہر اعجاز الرحمٰن کو تاحیات، یا تا نکاح ثانی ماہانہ تین ہزار روپے دینے کا فیصلہ سنا کر ایک بار پھر نئی بحث کا دروازہ کھول دیا ہے، اس فیصلہ پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر نے فرمایا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہماری عدالتیں قانون کی تشریح سے آگے بڑھ کر قانون وضع کرنے میں لگی ہوئی ہیں، عدالتوں کی عظمت اور احترام کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے دائرہ میں رہ کر خدمت انجام دیں، اگر وہ اپنے واضح دائرہ اور متعین حد سے آگے بڑھیں گی تو پھر ان کے احترام اور ان کی عظمت اور وقعت میں کمی آنی شروع ہو جائے گی، حضرت نے فرمایا کہ کرناٹک ہائی کورٹ کے مسلم مطلقہ کے نفقہ کے فیصلہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں کیونکہ جب ۱۹۸۵ء میں شاہ بانو مقدمہ میں سپریم کورٹ نے متاع بالمعروف کی من مانی تشریح کر کے اختلاف کے دروازے کو کھولا تھا تو اس کے خلاف اکابر علماء نے پورے ملک میں تحریک چلائی تھی پھر اس تحریک کا نتیجہ میں پارلیامنٹ میں قانون سازی ہوئی اور نفقہ مسلم مطلقہ ترمیمی بل پاس کر کے نفقہ کی تاحیات ذمہ داری سے سابق شوہر کو علیحدہ اور بری رکھا گیا، درحقیقت یہ قانون انسانی فطرت کے بھی عین مطابق ہے کہ کوئی غیرت مند شریف عورت اس بات کو گوارہ نہیں کرسکتی کہ وہ کسی اجنبی اور بے تعلق شخص کے لقموں پر پرورش کرے اور ایک ایسے شخص کے سہارے وہ زندگی گذارے جس نے اسے رد کر دیا ہے، اسلئے عقل اور سماجی مصلحت کا تقاضا ہے کہ مطلقہ کا اس کے سابق شوہر پر نفقہ واجب نہیں ہونا چاہئے، اس لئے عدالت کے حالیہ فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کی جائے اور فاضل ججوں سے اس پر نظر ثانی کی درخواست کی جائے۔

حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ ایسی مسلم مطلقہ خاتون کے نفقہ کی ذمہ داری ان کے قریبی رشتہ داروں پر عائد ہوتی ہے، شرعی طریقہ پر انہیں بھی وراثت میں حصہ دار بنایا جائے تاکہ ان کی زندگی خوشگوار انداز میں گذر سکے، ساتھ ہی مسلم سماج کی بھی ذمہ داری ہے کہ ایسی مطلقہ خاتون کی ضرورت کی کفالت کے لئے آگے آئے، اگر ان شرعی اصولوں کے مطابق معاشرتی زندگی کو ڈھالا جائے تو کوئی بے سہارا انسان خواہ مرد ہو یا عورت اس کی زندگی خوشحالی اور فارغ البالی کے ساتھ گذرے گی۔

آٹھویں امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کو مونگیر میں استقبالیہ

آٹھویں امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر کے مونگیر پہونچنے پر اہل مونگیر نے ان کا زوردار استقبال کیا۔ چارسو سے زیادہ موٹر سائیکل اور متعدد گاڑیوں سے جا کر اہالیان مونگیر نے مونگیر سے آٹھ دس کیلومیٹر دور جا کر استقبال کیا۔ ان کے اعزاز میں شاہ فیملی کے میدان میں دن کے دس بجے ایک شاندار استقبالیہ پروگرام ہوا جس میں شہر کے معززین کے علاوہ ائمہ مساجد، مدارس کے طلبہ واساتذہ بڑی تعداد میں موجود تھے۔ اس پروقار اعزازی تقریب میں بہار مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے چیئرمین جناب عبدالقیوم انصاری، جن ادھیکار پارٹی کے مکھیا جناب راجیش رنجن عرف پپو یادو، مشہور سماجی لیڈر اظفر شمسی موجود تھے۔ اہالیان مونگیر کی طرف سے جناب خالد شمس صاحب نے استقبالیہ پیش کیا جبکہ جناب احتشام صاحب نے گلدستہ اور شال پیش کر کے عزت افزائی کی۔

اس موقعہ پر امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی نے لوگوں کے پیار اور جذبہ محبت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت بننے کے بعد میری یہ ذمے داری ہے کہ میں آپ سے یہ عہد لوں کہ آپ حضرات بہار کی تعلیمی پسماندگی کو ختم کرنے میں ہمارا تعاون کریں گے۔ چالیس فیصد لوگ بہار کے تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ ہمیں اس خامی اور کمزوری کو دور کرنے کی طرف قدم بڑھانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ جہیز کی کثرت نے ہمارے سماج کو دیمک زدہ بنا دیا ہے۔ اس پر بھی قابو پانے کا عہد کیجیے۔ تمام حاضرین نے ہاتھ اٹھا کر ان کے وعدہ کو پورا کرنے کا یقین دلایا۔ انہوں نے کہا کہ امارت کی ترقی تب ہی ہوسکتی ہے جب ہم سب مل کر رہیں گے اور اپنی خامی وکوتاہی کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہماری ترقی کی راہ میں جو چیزیں حائل ہوتی ہیں، ان میں سرکاری رکاوٹ کے ساتھ ہماری کمی کوتاہی بھی ہے۔ ہمیں اپنی کمی اور خامی کو خود دور کرنا ہوگا، انسانیت کی بقا اور تحفظ امارت کا اہم کام ہے اور تعلیمی کمی اور سماجی خرابی کو دور کرنے میں ہر ایک کی بھلائی ہے۔

جن ادھیکار پارٹی کے صدر سابق رکن پارلیامنٹ راجیش رنجن عرف پپو یادو نے کہا کہ حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی ہمارے بڑے محسن تھے۔ وہ اشاروں اشاروں میں بڑے پتے کی بات مجھ سے کہہ جایا کرتے تھے۔ وہ میرے دل میں آج بھی بستے ہیں۔ وہ جسم سے موجود نہیں ہیں، مگر ان کی ادا، ان کا پیار، ان کی شفقت آج بھی مجھے بے چین کر دیتی ہے۔ اسلام مذہب پر چل کر انسانیت کی جس طرح انہوں نے خدمت کی اور اس کو اپنا شیوہ بنایا وہ ہم سبھوں کے لیے سبق آموز ہیں۔ ان کے صاحبزادے اور ہمارے بھائی آج امیر شریعت بنے ہیں، جس بلند سوچ اور علم کے یہ آدمی ہیں، صرف بہار، جھارکھنڈ نہیں بلکہ پورے ہندوستان کو ان کی ذات سے فائدہ ملے گا۔

جناب اظفر شمسی نے کہا کہ خانقاہ رحمانی اور یہاں کے بزرگوں کا نام عرب دنیا میں بھی بہت مقبول ہے۔ اللہ نے یہاں کے بزرگوں سے سماج کی اور ملک وقوم کی بڑی خدمت لی ہے۔ امید ہے کہ آٹھویں امیر شریعت اپنے والد اور دادا کی جگہ لیں گے اور قوم ووطن کی خدمت انجام دیں گے۔ مولانا ظفر عبدالرؤف رحمانی نے کہا کہ آج ہم دو طرح کے جذبات سے لبریز ہیں۔ ایک طرف مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نور اللہ مرقدہ کے نہ ہونے کا غم ہے تو دوسری طرف حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کے امیر شریعت بننے کی خوشی ہے، یہ اچھی بات ہے کہ ایک قائد کو کھودینے کے بعد دوسرے قائد کو ہم نے پالیا، ان شاء اللہ ملت کی صلاح وفلاح کا کام اسی طرح ہوتا رہے گا۔

اس پروقار تقریب سے مولانا راغب رحمانی امام جامع مسجد مونگیر، مولانا کوثر کلام اشرف امام مخدومیہ مسجد مونگیر، مولانا اسعد اللہ مظاہری امام پورب سرائے مسجد مونگیر، جناب شرف الدین راعین، جناب فیصل صاحب رومی، جناب برکت صاحب نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جناب ظفر صاحب سماجی کارکن نے پروگرام کی نظامت کی، حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعاء پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

امارت شرعیہ کسی ایک مسلک کی نہیں، تمام مسلمانوں کی ہے: حضرت امیر شریعت

شجاعلپور میں امیر شریعت کو شاندار استقبالیہ

امارت شرعیہ کسی ایک مسلک کی نہیں، امارت شرعیہ تمام مسلمانوں کی ہے۔ آپ کسی بھی ملی جماعت سے جڑے ہوں، کوئی بات نہیں، جڑے رہیں، امارت آپ سب کی ہے۔ آپ سب کو مل جل کر امارت شرعیہ کو آگے بڑھانا ہوگا، تب ہی امارت کی ترقی واستحکام ممکن ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر شریعت ثامن حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی نے شجاعلپور مونگیر میں اپنے لیے منعقد استقبالیہ پروگرام میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ سب مجھ سے چند باتوں کا عہد کیجیے کہ تعلیم میں آرہی مسلسل گراوٹ کو ہم سب دور کریں گے اور اپنی تعلیمی شرح کو بہتر بنائیں گے، اس لیے کہ تعلیم کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔ جہیز لینا دینا بند کریں گے، اس لیے کہ اس کی کثرت نے اسلام کے آسان نکاح کو مشکل تر بنا دیا ہے۔ سود کے بڑھتے رواج کو معاشرہ میں کم کریں گے۔ اس لیے کہ ہمارے معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں اور بے برکتی اسی سود کی عمومیت کا سبب ہے۔ حضرت نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے امارت شرعیہ کو خون جگر سے سینچا ہے، اور جگہ جگہ دارالقضاء کا جال بچھایا ہے تاکہ ہم اپنے فیصلے قاضی شریعت سے کرائیں۔ آپ سبھوں کو اپنے فیصلے قاضی شریعت سے کرانے کا پابند بننا چاہیے۔ یہ آسان بھی ہے، اس میں وقت کی بربادی اور پیسہ کا ضیاع دونوں نہیں ہوتا ہے۔

اس سے قبل نائب امیر شریعت حضرت مولانا شمشاد رحمانی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سبھوں کو جواں سال امیر عطا کیا ہے۔ ان کی سوچ اعلیٰ اور بلند ہے۔ امت اور ملت کا بڑا بڑا کام ان شاء اللہ انجام پائے گا۔ ہمیشہ نوجوانوں کی جماعتوں نے انقلاب برپا کیا ہے۔ قاضی شریعت جناب مولانا انظار عالم قاسمی نے کہا کہ امیر کا اصل استقبالیہ یہ ہے کہ امیر کے ہر جائز حکموں پر لبیک کہیں، امیر شریعت کے حکموں کی تکمیل میں دیر نہ کریں، یہی ان کو بہترین استقبالیہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو اپنی پسند کا امیر دیا ہے، اب آپ اللہ کی پسند کو اپنی پسند بنائیں اور امیر کی اطاعت کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنائیں۔

قائم مقام ناظم مولانا شبلی القاسمی نے کہا کہ ہمارے امیر کا تعلق خانوادۂ رسول سے ہے، آپ میں نبوت کا مزاج ہے، آپ سنت کے بڑے متبع اور پابند ہیں، کئی موقعوں پر میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ سنت نبوی کے مطابق کام کرتے ہیں۔ یہ ہمارے لیے سعادت اور فخر کی بات ہے کہ اللہ نے ہمیں ایسا امیر عطا کیا ہے۔ ہم سب امیر کی اطاعت میں اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ نائب ناظم مولانا مفتی سہراب ندوی نے تفصیل سے امارت کے تحت ہورہے کاموں کو شمار کراتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت رابعؒ نے جس طرح امارت کو بام عروج پر پہونچایا، امید ہے ان کے دور میں بھی امارت اسی طرح ترقی کرے گی اور ان کا دور بھی امارت کا دور زریں کہلائے گا۔

اس موقعہ پر قاضی شریعت مونگیر قاضی رضی احمد ندوی نے بیعت امارت کرائی۔ مونگیر شہر کے ممتاز سماجی کارکن مولانا مشیر الدین رحمانی نے حضرت کے لیے مفکر ملت کا لقب استعمال کرنے کی تجویز دی جس کی ہاتھ اٹھا کر تمام لوگوں نے اور مفتی سہراب صاحب ندوی نے زبانی تائید کی۔ مولانا پرویز عالم مظاہری نے استقبالیہ پڑھ کر سنایا اور حضرت کو پیش کیا جب کہ مولانا مفتی برکت اللہ قاسمی اور جناب اظہار صاحب نے حضرت کو شال اوڑھا کر ان کا اعزاز کیا۔ اس باوقار اور سنجیدہ پروگرام کو دو بڑے شاعر مولانا منظر قاسمی رحمانی اور قاری جمشید جوہر نے اپنی نظموں اور نعتوں کے ذریعہ پر لطف بنایا۔ پروگرام حضرت والا کی دعاء پر ختم ہوا جبکہ اس کا آغاز قاری نظام الدین صاحب استاذ جامعہ رحمانی کی تلاوت سے ہوا اور مولانا تنویر ندوی صاحب نے کامیاب نظامت کی۔ اجلاس میں شہر اور مضافات شہر کے ہزاروں مخلصین نے شرکت کی۔

جامعہ رحمانی مونگیر کا اجلاس دستار بندی 27 نومبر 2021ء کو

ہندوستان کے مشہور اور منفرد دینی تعلیمی ادارہ جامعہ رحمانی مونگیر میں اجلاس دستار بندی ۲۷/نومبر روز سنیچر کو بعد نماز مغرب اپنی عظیم الشان روایت کے مطابق ہونے جا رہا ہے، اجلاس کی صدارت جامعہ رحمانی کے سرپرست پیر طریقت امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ فرمائیں گے، اس موقعہ پر مشاہر علماء ومشائخ کی تقریریں ہوں گی، اور فارغ ہونے والے علماء وحفاظ کے سروں پر دستار فضیلت باندھی جائے گی۔

۲۷/نومبر کی صبح کو اپنے احباب اور مخلصین کے ساتھ خانقاہ رحمانی تشریف لائیں، یہاں آکر اپنے بزرگوں کی مغفرت کیلئے تلاوت قرآن اور ذکر وورد کا اہتمام کریں اور بعد نماز مغرب اجلاس دستار بندی میں شریک ہو کر علماء کرام کی بصیرت افروز تقریروں سے فائدہ اٹھائیں اور جامعہ رحمانی کے فارغین کی دستار بندی کا خوشنما منظر اپنی نگاہوں سے دیکھیں، انہیں دعاؤں سے نوازیں اور جانشیں مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانیؒ پیر طریقت حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ کے حیات بخش پیغام کو سنیں اور اس پر عمل کریں اور اس کی روشنی میں دین ودنیا کی نعمتوں اور سعادتوں سے اپنے دامن کو بھریں۔ اور آخرت کیلئے رحمت ومغفرت کی راہ ہموار کریں۔

Scanned with CamScanner

انسانی آبادی اور نظریہ کنٹرول

قاضی محمد فیاض عالم قاسمی

کرہ ارض پر دھیرے دھیرے آبادی بڑھ رہی ہے، سن 1800ء تک انسانی آبادی کو ایک ارب ہونے میں ہزاروں برس لگے۔ پھر 1920ء کی دہائی میں آبادی دو ارب تک پہنچ گئی، یعنی دوگنا ہونے میں صرف ایک سو بیس سال لگے۔ اس کے صرف پچاس برس بعد یعنی 1970ء کی دہائی میں آبادی دوگنا یعنی چار ارب ہوگئی۔ 11/ جولائی 1987ء کو دنیا کی آبادی 5/ ارب ہوگئی، اس لئے اس دن کو آبادی کا عالمی دن بھی منایا جاتا ہے۔ فروری 2016ء میں دنیا کی آبادی 7/ ارب 40/ کروڑ تک پہونچ گئی، اپریل 2017 میں یہ تعداد بڑھ کر 7/ ارب 50/ کروڑ ہوگئی، اور نومبر 2019 میں 7/ ارب 70/ کروڑ تک پہونچ گئی۔ آج ایک دن میں انسانی نسل سیارۂ زمین پر ہر منٹ میں 250 بچے پیدا کر رہا ہے، یعنی ہر گھنٹے میں 15000/ ہزار، روزانہ 3/ لاکھ 60/ ہزار اور سالانہ 13/ کروڑ 14/ لاکھ بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ دنیا کی آبادی بہت جلد آٹھ ارب کی لکیر تک پہنچنے والی ہے۔

ہندوستان کی آبادی آزادی سے قبل 1941 کی سروے کے مطابق صرف 31/ کروڑ تھی، اور آزادی کے بعد 1951 میں یہی تعداد بڑھ کر 36/ کروڑ ہوگئی۔ اور آج ستر سال کے بعد 140/ کروڑ ہونے والی ہے۔ یونیسیف (کی ڈاٹا) کے مطابق ہندوستان میں 385,67 بچے روزانہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس حساب سے سالانہ 2/ کروڑ 45/ لاکھ 95/ ہزار سے زائد بچے پیدا ہوتے ہیں۔ چین کے بعد دنیا کی دوسری بڑی آبادی والا ملک ہندوستان ہے۔ ایک اندازے کے مطابق 2024 تک ہندوستان چین کو پیچھے چھوڑ دے گا، اور اس کو پوری دنیا میں سب زیادہ آبادی والا ملک ہونے کا شرف ہوگا۔

1798 میں ماہر معاشیات تھامس رابرٹ نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ آبادی جیومیٹرک تناسب (1، 2، 4، 8، 16، 32) سے بڑھتی ہے؛ جبکہ وسائل میں اضافہ آرتھمیٹک حساب (1، 2، 3، 4، 5، 6، 7) سے ہوتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق آبادی میں اضافہ وسائل پر بوجھ کا باعث بنتا ہے، جس سے عدمِ توازن پیدا ہوگیا ہے۔ بھوک اور غربت بڑھتی جا رہی ہے۔

اس لئے ظاہر بین نگاہ رکھنے والے بین الاقوامی قوتوں اور اداروں کا نظریہ ہے کہ آبادی میں اضافے کو روکا جائے اور انسانی آبادی میں شرحِ پیدائش کو خوراک اور دیگر وسائل میں اضافہ کی رفتار کے ساتھ منسلک کر کے کنٹرول میں لایا جائے۔ چنانچہ ہمارے ہندوستان میں بھی آبادی کو کنٹرول کرنے کی بات کہی جارہی ہے، حتیٰ کہ آسام حکومت سرکاری ملازمتوں کے لیے دو بچہ پالیسی نافذ کر چکی ہے اور حکومت فلاحی اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کے لیے دو بچے کی شرط نافذ کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہے۔ آسام کے وزیر اعلی ہیمنتا بسوا سرما نے گزشتہ دنوں دو بچہ پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ ریاست کی بعض فلاحی اسکیموں کا فائدہ انہی لوگوں کو مل سکے گا، جن کے صرف دو بچے ہیں۔ آسام نے پنچایت کے انتخابات میں حصہ لینے کے لیے بھی صرف دو بچوں کی شرط عائد کر رکھی ہے۔ ادھر بی جے پی کی حکومت والی ایک اور ریاست اتر پردیش میں لاکمیشن کے چیئرمین نے بھی آبادی کی وجہ سے ریاست میں بعض مسائل پیدا ہونے کا حوالہ دیتے ہوئے دو بچہ پالیسی نافذ کرنے کا عندیہ دیا ہے۔

ہمارا پڑوسی ملک چین نے چند سال قبل (Child Single) ایک بچہ کی پالیسی پیش کی تھی، 2016 میں اس نے دو بچوں کی پالیسی بنائی، اور اب شی جن پنگ حکومت نے 5/ جون 2021 کو تین بچے پیدا کرنے کی اجازت دیدی ہے؛ کیوں کہ چین کی کام کرنے والی آبادی معمر ہو رہی ہے۔ نوجوان طبقہ کی تعداد کم سے کم تر ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے میں اسے جی ڈی پی کو فروغ دینے کے لئے زیادہ زیادہ نئے کارکنوں کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ 2010 سے 2020 کے درمیان چین کی اوسط سالانہ آبادی میں اضافے کی شرح اعشاریہ 53 فیصد تھی، 2010 میں معمر افراد کی حصہ داری 26.13 فیصد تھی، جب کہ 2020 میں ان کی حصہ داری بڑھ کر 7.18 فیصد ہوگئی۔ 2010 میں 15 سال سے 59 سال تک کے کارکنوں کی شرح 9.69% تھی، جب کہ 2020 میں گھٹ کر 9.64% ہوگئی، اس لئے انہوں نے اپنی پالیسی پر نظر ثانی کی اور زیادہ بچوں کی پالیسی کو نافذ کیا۔ اس لئے ہندوستان کے لئے اس میں سبق ہے کہ جب چین دو بچوں کی پالیسی کو ختم کر رہا ہے، تو ہندوستان میں اس کو گلے کیوں لگایا جا رہا ہے۔ چین نے جو تلخ تجربہ کیا ہے، اس سے ہم کو فائدہ اٹھانا چاہئے نہ کہ ہم بھی خود تجربہ کرنا شروع کر دیں۔

ہندوستان میں شرح پیدائش 1992 سے 1993 میں 4.3 فیصد تھی، جو اب کم ہو کر 2.2 فیصد رہ گئی ہے۔ اس لحاظ سے سمجھا جا رہا ہے کہ 2025 تک یہ شرح مزید کم ہو کر 93.1 فیصد تک ہو سکتی ہے۔ ویکیپیڈیا کے مطابق ہندوستان کی آبادی میں 2018 میں 2017 کے مقابلہ میں 1.04% فیصد اضافہ ہوا، 2019 میں 2018 کے مقابلہ میں 1.02% فیصد اضافہ ہوا۔ 2020 میں صرف 99.0% فیصد اضافہ کا ہوا۔ اس سے اندازہ لگائیں فی زمانہ شرح پیدائش بڑھنے کے بجائے گھٹ رہی ہے۔

ہندوستان میں جہاں ایک طرف روزانہ 67 ہزار بچے پیدا ہوتے ہیں تو وہیں ان میں سے ہر منٹ میں ایک نوزائدہ مر جاتا ہے۔ یعنی روزانہ 1440 اور سالانہ 525600 (پانچ لاکھ پچیس ہزار چھ سو) بچے مر جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہندوستان میں روزانہ اوسطاً 873,27 لوگ طبعی موت، بیماری، ایکسیڈنٹ اور دیگر وجوہات سے مرتے ہیں، گویا کہ سالانہ 10173645 (ایک کروڑ، ایک لاکھ تہتر ہزار چھ سو پینتالیس) مر جاتے ہیں، اس لئے آبادی کو کنٹرول کرنے کے بجائے بڑھانے کی ضرورت ہے، اسلامی نقطہ نظر سے بھی اس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ پوری کائنات کا خالق و مالک اور اسے چلانے والا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اپنی حکمت اور مصلحت کے ساتھ اس پورے نظام کو کنٹرول کر رہا ہے، سارے انسان اسی نے پیدا کئے ہیں اور زمین میں ان کے لئے خوراک بھی اسی نے مہیا کی ہے۔ اسے انسانوں کی ضروریات اور زمین میں خوراک کے خزانوں کا پورا علم ہے، وہ انسانوں کی ضروریات سے غافل نہیں ہے اور نہ آبادی اور خوراک کے ذخائر میں توازن قائم رکھنا اس کے بس سے باہر ہے، اس نے ہر جاندار کی خوراک کا وعدہ کر رکھا ہے اور اس وعدہ کے مطابق وہ صرف انسانی آبادی نہیں، بلکہ ہر جاندار مخلوق کو اس کی ضرورت کے مطابق خوراک اور دیگر ضروریات مہیا کر رہا ہے، قرآن کریم کی سورہ ہود آیت نمبر (٦٠) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''زمین میں چلنے والا کوئی ایسا جاندار نہیں ہے جس کا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ نہ لے رکھا ہو۔ وہ ہر جاندار کے عارضی اور مستقل ٹھکانے کو جانتا ہے اور یہ سب کچھ ریکارڈ میں موجود ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے اندر تقسیم رزق کا جو نظام بنا رکھا ہے، اس میں اس نے ہر جاندار کے لئے اس کی ضروریات زندگی فراہم کردی ہیں، اس آیت کے تحت حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اپنی مایہ ناز آسان تفسیر قرآن میں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کے لئے رزق کا انتظام فرماتے ہیں، مالتھوس نے 1798ء میں اپنا نظریہ پیش کیا تھا کہ دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادیء کے اعتبار سے 30 سال کے عرصہ کے بعد دنیا میں کھانے پینے کے وسائل ختم ہو جائیں گے اور لوگوں کے بھوکوں مرنے کی نوبت آجائے گی اور اس کے 100 سال بعد 1898ء میں سرولیم کروکسنے تو چیلنج کیا تھا کہ صرف 30 سال تک ہی موجودہ وسائل ہماری ضروریات پوری کر سکیں گے؛ لیکن عملی صورت حال یہ ہے آج آبادی کے کئی گنا زیادہ ہو جانے کے باوجود زرعی پیداوار سے لے کر، مرغی، انڈے اور مچھلیاں وغیرہ تک ضروریات زندگی اتنی وافر مقدار میں موجود ہیں کہ ماضی میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور صنعتی پیداوار نے انسان کو جو سہولتیں مہیا کی ہیں، انکا تو کوئی شمار وحساب ہی نہیں، یہ سب کچھ قرآن مجید کے اس بیان کی عملی تصدیق ہے کہ جیسے جیسے اللہ کی مخلوق میں اضافہ ہوگا، وسائل میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ (آسان تفسیر قرآن، تحت سورہ ہود، ایت 6:) اس لئے مسئلہ انسانی اابادی میں اضافے کا نہیں ہے، بلکہ اصل مسئلہ دو ہیں: (1) زمین میں موجود خوراک کے ذخائر تک رسائی کس طرح ہو؟ (2) ان کی تقسیم کا کیا نظام ہو؟ یہ دو باتیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے ذمے کی ہیں اور انہیں انسان کی عقل اور دیانت کی آزمائش ٹھہرایا ہے، اور بدقسمتی سے یہیں گڑبڑ ہوا ہے، اس لئے ہمیں ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ ان کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے، اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کسی فلاحی مملکت میں ہر کنبے کو اس کی ضرورت کے مطابق وظیفہ دیا جاتا ہو اور پندرہ بیس افراد میں سے کسی ایک کو ان کا سربراہ بنایا جاتا ہو، اور ان کو اتھارٹی دی جائے کہ وہ اپنے کنبے کے افراد کی ضروریات کے لئے اتنی رقم سرکاری خزانے سے لے سکتا ہے، پس وہ رقم وصول کرنے میں یا تو لاپرواہی کرتا ہو یا وہاں سے وصول تو کر لیتا ہو، لیکن متعلقہ لوگوں پر خرچ کرنے کے بجائے ذاتی عیش وعشرت پر ضائع کر دیتا ہو تو اس کنبے کے افراد کو خوراک ولباس اور دیگر ضروریات نہ ملنے کی ذمہ داری اس فلاحی ریاست پر نہیں ہوگی؛ بلکہ کنبے کا سربراہ مجرم ہوگا، کیوں کہ اس نے رقم وصول نہ کر کے یا وصول کی صورت میں بے جا استعمال کر کے اپنے کنبے کے افراد کو بھوک، ناداری اور غربت سے دوچار کر دیا ہے، اسی طرح آج اگر دنیا میں کروڑوں انسان بھوک اور فاقہ کا شکار ہیں اور بہت سے ممالک اپنے عوام کو بنیادی ضروریات مہیا کرنے سے قاصر ہیں تو اس کا قصوروار وہ نظام اور سسٹم ہے جس نے انسانی برادری کی عالمی سطح پر چودھراہٹ سنبھال رکھی ہے اور جس نے خوراک کے ذخائر اور دنیا کے مالی وسائل پر اجارہ داری قائم کر رکھی ہے، اور ان کی تقسیم کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے رکھے ہیں یہ اسی کا کرشمہ ہے ایک طرف امریکہ گیہوں کا ایک بہت بڑا حصہ ضرورت سے زائد قرار دے کر سمندر میں پھینک دیتا ہے اور برطانیہ میں مارکیٹ کی قیمتوں میں توازن رکھنے کے لئے کچھ زمینداروں کو گندم کی کاشت کرنے سے روک دیا جاتا ہے تو دوسری طرف غریب ممالک میں لاکھوں میں انسان بھوک سے مر جاتے ہیں، ایک طرف امیروں کی دولت میں بے تحاشہ اضافہ ہو رہا ہے اور دوسری طرف غریبوں کی غربت اس سے دوگنی رفتار سے بڑھ رہی ہے، خود ہمارے ملک میں ایک طرف چند افراد اور خاندان ہیں جن کے کتے مکھن اور انڈے کھاتے ہیں اور دوسری طرف کروڑوں غریب عوام ہیں جن کو دو وقت سادہ روٹی بھی میسر نہیں ہوتی۔

غربت کا مسئلہ قومی سطح پر ہو یا عالمی سطح پر، دونوں جگہ خرابی کی اصل وجہ تقسیم کا نظام ہے اور وہ خود غرض طبقات واقوام اس کے ذمہ دار ہیں جو اپنی عیاشی اور لگژری کے لئے غریب عوام وطبقات کا استحصال کر رہی ہیں اور کروڑوں بھوکے اور فاقہ کش انسانوں کے منہ سے نوالے چھین کر اپنی تجوریاں بھر رہی ہیں۔ اسلام کا نظام یہ ہے کہ دولت صرف مالداروں کے درمیان میں گھومتی پھرتی نہ رہے، بلکہ ضرورتمندوں میں بھی پہنچے۔ (سورۃ الحشر) اسی وجہ سے شریعت میں زکاۃ اور عشر کو واجب قرار دیا گیا ہے، بعض گناہوں کی سزا کفارات متعین کئے گئے ہیں، صدقات وخیرات کی ترغیب دی گئی ہے، ان کا اولین مصرف غریب اور محتاج کو بنایا گیا ہے۔ (سورۃ التوبہ: ٦٠) اس لئے قدرتی ذخائر کی موجودہ کو تقسیم بدلنا ہوگا، زمین کے وسائل پر تمام انسانوں کا یکساں حق تسلیم کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ انسانی آبادی کو کنٹرول کرنے کی۔

مدرسہ دارالعلوم رحیمیہ

زیر اہتمام: علی ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

یکتا نگر بنگواں لوہا گاڑا ہاٹ بہادر گنج ضلع کشن گنج بہار 855101

اپیل برائے تعاون

مدرسہ ھذا ایک خالص دینی تعلیمی ادارہ ہے جو کئی سالوں سے علاقہ کے غریب ومفلس بچے اور بچیوں کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے میں سرگرم عمل ہے، مدرسہ ھذا میں شعبہ حفظ وناظرہ اور عربی اول تک کی عمدہ تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا بھی اچھا نظم ہے غریب ونادار طلبہ کی تعلیم ورہائش کا انتظام مفت میں مدرسہ کی طرف سے ہے۔

مدرسہ ھذا میں 162 طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں جن میں سے 125 طلبہ دارالاقامہ میں مقیم ہیں، 6 اساتذہ اور 2 ملازم خدمت انجام دے رہے ہیں، 13 نومبر 2021 سے قبل ہی مدرسہ کی چھت کی ڈھلائی ہونی ہے جس پر تقریباً 7 لاکھ روپے کا صرفہ ہے، لہٰذا اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں۔

Name:. Ali Educational And Welfare Trust, A/c No:10200004591058
Ifsc: BDBL0001182, Google pay. 9324088425

(ناظم مدرسہ: سالک انور نوازی قاسمی)

رابطہ: 9162741554/9324088425

امیر شریعت ثامن کا انتخاب اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا شمیم اکرم رحمانی

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد امت مسلمہ پر ایک مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ گیا تھا، ہر طرف اضطراب و بے کلی کی فضا چھا گئی تھی، دن کے اجالے کی طرح رات کے سناٹے بھی ایسی صدا لگا رہے تھے جو قلوب کو متاثر کر رہے تھے، بے چین کرنے والی کیفیتوں، اور خاموشیوں میں چھپی آوازوں کے بیچ مخلصین کے سینکڑوں لب تھے جو جنبش کر رہے تھے اور نہ چاہتے ہوئے بھی سوالات پوچھ رہے تھے، اب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ملت کی نگہبانی کا فریضہ کون سرانجام دے گا؟

اس میخانے کا کیا ہوگا جہاں رندوں کا ہجوم سیراب ہوکر سرور کی کیف میں مبتلا ہوجایا کرتا تھا؟ کون سیاست کو مفاد پرستی کے بجائے ملت کے مفاد میں استعمال کر سکے گا؟ حکومت کی بدتمیزوں کے خلاف کون سینہ سپر ہوگا؟ نہ جانے کتنے ایسے سوالات تھے جو اہل درد علماء و دانشوران کو شش و پنج میں مبتلا کر رہے تھے، لیکن ان تمام سوالوں کے بیچ سب سے بڑا، اہم، اور نمایاں سوال یہ تھا کہ اب بہار اڈیشہ اور جھارکھنڈ کے مسلمانوں کا امیر کون ہوگا؟ یہ سوال اس قدر اہم تھا کہ اس کا جواب تلاش کرتے ہوئے لوگ کئی خیموں میں بٹ گئے تھے، اور نجی مجلسوں کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا پر مباحثے کا بازار گرم ہوگیا تھا جو رفتہ رفتہ تنقید اور پھر تنقیص کی شکل میں تبدیل ہوگیا تھا، سر عام پگڑیاں اچھالی جارہی تھیں، ناموس کے پردے چاک کئے جارہے تھے اور مباحات کے حدود پھلانگتے جارہے تھے، ایک ہی شخص کو کہیں فرشتہ سمجھا جارہا تھا تو کہیں شیطان باور کرایا جارہا تھا، تقریباً 5/6 مہینے تک یہ نامناسب سلسلہ جاری رہا، پھر آخر کار اللہ تعالیٰ نے رحم کرم کے جھونکے چلائے اور نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی نے ۳۰ر ستمبر کو شوری کا اجلاس بلانے کا فیصلہ کرلیا، شوری کا اجلاس بلانے کا فیصلہ کوئی معمولی فیصلہ نہیں تھا، بلکہ اس پورے قضیے کا سب سے اہم فیصلہ تھا جس پر عمل کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، اس لیے کہ انتخاب امیر کی دو مختلف تاریخیں مقرر ہوگئیں تھیں، اور دونوں تاریخیں اراکین شوری کی جانب سے متعین ہوئی تھیں، ممکن ہے دونوں گروپوں کی نیتیں درست ہوں تاہم بظاہر بڑے نقصانات کا اندیشہ تھا، لیکن نائب امیر شریعت نے شوری کے اجلاس کے انعقاد کا جو فیصلہ لیا تھا اس. پر جرات و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مضبوطی سے جم گئے، چنانچہ مورخہ 30/ستمبر کی متعینہ تاریخ پر اراکین شوری کی بڑی اکثریت جمع ہوئی اور کچھ دیر کی گفت وشنید کے بعد آپسی مصالحت اور انتخابی عمل کی انجام دہی کے لیے تمام فریقوں پر مشتمل گیارہ رکنی کمیٹی بنائی، جس کمیٹی نے اخلاص کے ساتھ اپنا کام کیا اور متفقہ طور پر یہ اعلان کیا کہ امیر شریعت ثامن کا انتخاب 9/اکتوبر ہوگا، یہ اعلان بہت اہم اور بڑا باوزن تھا جس کی وجہ سے فضا میں تغیر پیدا ہونا شروع ہوا اور لوگ متعینہ تاریخ کا انتظار کرنے لگے، اللہ اللہ کر کے 9/اکتوبر کا دن آیا اور ارباب حل وعقد کا شاندار اجتماع المعہد العالی امارت شرعیہ کے احاطہ میں منعقد ہوا، سخت سیکورٹی انتظامات کے سائے میں ہونے والا یہ اجتماع بڑا تاریخی تھا، اجتماع گاہ میں ارباب حل وعقد کے علاوہ دوسرے اشخاص کے آنے جانے پر پابندیاں عائد تھیں، انتظامیہ کے افراد بھی خوب چوکسی برت رہے تھے، اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا، اور پھر شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا، تلاوت اور نعت خوانی کے بعد اسٹیج پر موجود بزرگوں کی تقریریں ہوئیں، نائب امیر شریعت نے کوششیں کیں کہ ارباب حل وعقد متفقہ طور پر کسی ایک امیر کا انتخاب کرلیں، لیکن توقع کے عین مطابق یہ کوششیں بارآور ثابت نہ ہو سکیں، اس لئے کہ ارباب حل وعقد کی جانب سے ہی پانچ نام سامنے آئے، جن میں سے تین شخصیات نے گرچہ اپنے نام واپس لے لئے، لیکن دو شخصیات میں سے ایک کو امیر منتخب کرنے کے لئے ووٹنگ از بس ضرورت بن چکی تھی، چنانچہ ووٹنگ ہوئی اور ارباب حل وعقد کی بڑی واضح اکثریت نے امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت مولانا ڈاکٹر احمد ولی فیصل رحمانی کے حق میں ووٹ دیا جس کے نتیجے میں وہ امیر شریعت منتخب ہوگئے، فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے بھی ووٹنگ میں حصہ لیا، حالات کے پیش نظر ارباب حل وعقد چونکہ ووٹنگ کرانے پر متفق تھے، اس لیے بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ امیر شریعت ثامن کا انتخاب بھی اتحاد کے ساتھ ہی ہوا ہے، مقاصد شرعیہ اور مصالح شرعیہ سے ناواقفیت کی وجہ سے کچھ لوگ ووٹنگ کے عمل کو مطلقاً غلط سمجھتے ہیں لیکن سچائی یہ ہے کہ ووٹنگ اظہار رائے کی ایک شکل جسے مطلقاً غلط کہنا کہیں سے روا نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ انتخاب سے ایک دن قبل جناب مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے فرمایا تھا کہ جب کئی نام ہوں تو ووٹنگ کے ذریعہ انتخاب واحد حل ہے، افراد کو تولے بغیر سر گنے جانے والی بات کا تعلق بھی عوام کی ووٹنگ سے ہے، خواص کی ووٹنگ سے نہیں، ورنہ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا انتخاب بھی 6/نفری کمیٹی کے ذریعہ ہی ہوا تھا، اکثریت کی رائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں تھی، کون ہے جو اس انتخاب کو غلط کہنے کی جرات کرسکتا ہے، لہذا ارباب حل وعقد کی ووٹنگ کے عمل کو ترچھی نگاہ سے دیکھنا بھی درست نہیں چہ جائکہ ناجائز کہنے کی گنجائش ہو، لہذا جو لوگ بھی احقاق حق کے نام پر ارباب حل وعقد کی، ذمہ داروں کی یا امیر شریعت کی کردار کشی کر رہے ہیں انہیں باز آجانا چاہیے اور سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کہ انتخاب امیر شریعت کے بعد مسلمانانوں کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے: اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی (الحدیث) ترجمہ: تم اپنے امیر کی سمع وطاعت کرو اگر چہ کوئی حبشی غلام تمہارا امیر بن جائے۔

مذکورہ روایت کے ذریعے مسلمانوں کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ انتخاب امیر کے بعد مسلمان ہر جائز معاملے میں اپنے امیر کی اطاعت کریں، جس کے لازمی معنی یہ ہوئے کہ انتخاب امیر کے بعد مسلمانوں کے لئے لیت اور لعل کی گنجائش نہیں ہے، ان کا کام اگر کچھ ہے تو بس اتنا کہ امیر شریعت کے جائز احکام کو مانیں، ناجائز احکام کو ماننے سے انکار کریں، خواہ امیر کوئی بھی ہو، حتی کہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اب ظاہر ہے کہ جس قوم کو اطاعت امیر کے معاملے میں اس قدر احتیاط برتنے کی ہدایت دی گئی ہو اس قوم کے چند افراد اگر احتیاط کے بجائے بداحتیاطی پر آمادہ ہوجائیں تو کم از کم سماج کے باثر افراد کو ضرور اپنا کردار ادا کرنا چاہیے، ورنہ ملت کے مفادات کو زک پہونچے گا، اللہ کا شکر ہے کہ امیر شریعت کے لیے جس شخصیت کا انتخاب عمل میں آیا ہے وہ ہر اعتبار سے اس عہدے کے لیے موزوں ہیں، اللہ تعالی نے انہیں گوناگوں اوصاف سے نوازا ہے، وہ ایک طرف جہاں خاندان رسالت کے چشم و چراغ ہیں تو دوسری طرف دیندار، منکسر المزاج، بے انتہا متواضع اور متحرک وفعال بھی ہیں، قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ عصری علوم میں مہارت اور بڑے اہم اداروں میں کام کرنے کا تجربہ رکھتے ہیں، مختلف عالمی زبانوں پر گرفت ہے، جہاں دیدہ ہیں، متعدد ممالک کا دورہ کرچکے ہیں، جرات وعزیمت تو وراثت میں ملی ہے، نہ جانے لوگ کیا کیا سوچتے ہیں لیکن امیر شریعت کے کام کرنے کا انداز اور مقصد سے بے پناہ لگن دیکھ کر اہل نظر افراد کے لئے یہ طے کرنا آسان ہوجاتا ہے کہ حالات کے تقاضے کے مطابق ان شاء اللہ کام ہوگا اور ملت کو وہ فائدہ پہونچے گا جو شاید اب تک نہیں پہونچ سکا ہے، شرط بس اتنی ہے کہ مسلمان دل وجان سے امیر شریعت کی اطاعت کریں اور کام میں مکمل تعاون کریں، اگر مسلمان ایسا کریں گے تو آنے والے چیلنجز کا مقابلہ کرنا کچھ آسان ہوگا، ان شاء اللہ ورنہ دشواریاں پیدا ہونگی

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا
ناخدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تُو

نینو ٹیکنالوجی اور مستقبل کے اندیشے

ٹیکنالوجی اور انسان کا ساتھ دنیا کی ابتدا سے ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ابتدا اور آج کی ٹیکنالوجی میں زمین، آسمان کا فرق ہے۔ انسان نے درخت و دیگر اشیاء کو کاٹنے کے لیے کلہاڑی اور دیگر اوزار تیار کیے جو انسان کی بنائی ہوئی ابتدائی ٹیکنالوجی تھی۔ آج دنیا جدید سے جدید تر ہوتی چلی جارہی ہے، سائنس اور ٹیکنالوجی نے نہایت تیزی سے ترقی کی ہے اور نئی نئی اشیاء انسان کو مہیا کردی ہیں۔

انسان کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعے گھر بیٹھے ہزاروں سہولتیں استعمال کر رہا ہے اور بہت سی مشینوں کی وجہ سے بہت سے کام منٹوں میں اور بعض صرف ایک اشارے سے ہوجاتے ہیں۔ آج کے دور میں تیزی سے مقبول ہونے والی ٹیکنالوجی نینو ٹیکنالوجی ہے۔ چند برسوں میں اس ٹیکنالوجی نے جس رفتار سے ترقی کی ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ مستقبل میں کیا روپ دھارے گی۔

نینو ٹیکنالوجی مادّے کی نینو اسکیل پر جوڑ توڑ کو کہتے ہیں۔ نینو سے مراد ایسی اشیاء ہیں جو سوئی کی نوک سے تقریباً ایک ملین گنا چھوٹی ہوتی ہیں۔ اگر ہم تین یا چار ایٹمز کو ایک قطار میں رکھ کر اس قطار کی لمبائی ناپیں تو وہ ایک میٹر کا ایک اربواں حصہ ہوگی جسے ہم نینو میٹر کہتے ہیں۔ اس لیے اگر ہم ایسی مادّی اشیاء ایجاد کریں جن میں ایٹم کو ایک مقررہ جگہ پر نصب کریں تو درحقیقت یہی نینو ٹیکنالوجی ہے۔ اس کا مطلب ایسی ایجاد کرنا ہے، جس کے کام کرنے کے لیے ہر ایٹم کا ہر دفعہ اس مقررہ جگہ پر موجود ہونا ضروری ہے۔ اسی کاری گری کا نام نینو ٹیکنالوجی ہے۔ بعض سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اکیسویں صدی میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں جو انقلابی تبدیلیاں ہوں گی، ان میں سے بہت سی نینو ٹیکنالوجی کی وجہ سے ہوں گی۔ چند برسوں میں نینو ٹیکنالوجی نے بہت زیادہ ترقی کی ہے اس سے صاف ظاہر تھا کہ بیسویں صدی کے آخر میں انفارمیشن ٹیکنالوجی نے جو بڑا انقلاب پیدا کیا تھا، اکیسویں صدی میں نینو ٹیکنالوجی اس سے بڑا انقلاب لائے گی۔ ایسا انقلاب جو ہر صنعت اور زندگی کے ہر شعبے کو ایک نئی جہت عطا کرے گا۔ نینو ٹیکنالوجی کا حال یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ہر ٹیکنالوجی بدل سکتی ہے۔ اس ٹیکنالوجی کا مستقبل بہت ہی روشن مانا جارہا ہے۔ اس کے باوجود یہ سوال اٹھنے لگا ہے کہ اس کی مدد سے بنی ہوئی اشیاء کتنی محفوظ ہوں گی۔ کئی خاص تحقیقوں اور مختلف ملکوں میں تیار کی جانے والی رپورٹس میں اس کے حفاظتی پہلوؤں پر شک ظاہر کیا گیا ہے۔ لیکن ایک خطرہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے لوگوں کی صحت اور ماحول کو بھاری نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس ٹیکنالوجی میں استعمال ہونے والا خام مال دراصل وہ ساری اشیاء ہیں جو جان داروں اور بے جان اشیاء کی پیدائش میں خاص کر بلڈنگ بلاک یا مکان میں استعمال ہونے والی اینٹ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

نینو میں مادّے کا استعمال بہت ہی چھوٹی سطح پر ہوتا ہے۔ ایک نینو میٹر ایک میٹر کا اربواں حصہ ہوتا ہے۔ یعنی ہائیڈروجن کے دس ایٹم ایک کے بعد ایک جوڑ دیں تو وہ ایک نینو میٹر ہوگا۔ ایک ڈی این اے مالیکیول ڈھائی نینو میٹر کا ہوتا ہے۔ خون کا ایک خلیہ پانچ ہزار نینو میٹر کا ہوتا ہے اور انسان کے ایک بال کی موٹائی 80 ہزار نینو میٹر ہوتی ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ نینو انجینئرنگ میں کس طرح انتہائی چھوٹی سطح پر کام ہوتا ہے۔

نینو میں نہ صرف مادّے کا انتہائی چھوٹا سائز ہوتا ہے بلکہ اس کی صفات بھی بدل جاتی ہیں۔ تانبے کو نینو کے درجے پر لانے پر وہ اتنا لچک دار ہوجاتا ہے کہ کمرے کی درجۂ حرارت پر ہی اسے کھینچ کر عام تانبے کے مقابلے میں پچاس گنا لمبا تار بنایا جاسکتا ہے۔ نینو کے درجے پر سیدھی سادی اور بے ضرر اشیاء بھی بہت زہریلی ہوسکتی ہیں۔

اس کے ذریعے جان دار خلیوں اور مادّوں کو بے جان ایٹمز کے ساتھ جوڑ کر کئی اشیاء بنائی جارہی ہیں۔ آج اس ٹیکنالوجی سے تیار شدہ سامان بازار میں موجود ہے۔ چائے، کافی اور کھانے پینے کی اشیاء کے گرنے سے پڑنے والے داغ نہ قبول کرنے والے کپڑے اور دوا سے لے کر سنگھار اور فیشن کے لیے استعمال ہونے والی اشیاء بھی اس ٹیکنالوجی کی مدد سے بننے لگی ہیں۔

ان حالات میں ماہرین کی جانب سے یہ خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ اس طرح سے بنی ادویہ یا کریم جسم کے خلیوں میں گھس کر انہیں تہس نہس کرسکتی ہے، ڈی این اے کو نقصان پہنچا سکتی ہے یا بلڈ برین بیریئر کو ختم کرسکتی ہے، تاہم دماغ اور خون کے درمیان موجود اس نازک سی سرحد کو پار کرنا ادویات کے لیے مشکل ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء اور ادویات میں اس ٹیکنالوجی کا استعمال ہونے پر جہاں بہت سے افراد خوش ہیں، وہیں سائنس دانوں اور ماہرین ماحولیات کو فکر ہورہی ہے۔ ماہرین نے انتباہ کیا ہے کہ یہ ٹیکنالوجی جتنی زیادہ طاقت ور ہوتی جائے گی، انسانی معاشرے پر اس کے اثرات بھی اتنے ہی ہمہ گیر ہوتے جائیں گے۔ اسٹین فورڈ یونی ورسٹی کے پروفیسر پال سیفو کہتے ہیں کہ یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ ہم نینو ٹیکنالوجی کے استعمال کے بارے میں پالیسیاں وضع کریں۔ ان کا خیال ہے کہ پچاس برسوں میں ہمیں ایٹم بم اور ایٹمی ٹیکنالوجی سے جو سبق ملے ہیں وہ بہت اہم ہیں۔ ہم نے پہلے ایٹم بم بنایا اور پھر ضابطے بنائے، تاکہ لوگ اندھا دھند بم برسانا شروع نہ کر دیں۔ ہم اب بھی نہیں جانتے کہ اِس کہانی کا اختتام کہاں ہوگا۔ نئی ٹیکنالوجیز کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوگا۔ لیکن یہ تمام باتیں جاننے کے باوجود نینو ٹیکنالوجی کو اہمیت دی جارہی ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اس ٹیکنالوجی کے نقصانات کے مقابلے میں فائدے زیادہ ہیں۔ (بقیہ صفحہ:۱۲)

سوشل میڈیا نسل جدید کی بگاڑ کا سبب

مولانا نثار احمد حصیر القاسمی

موجودہ تیز رفتار سائنسی ترقی اور جدید ٹکنالوجی نے بے شمار جدید آلات کو جنم دیا اور حیران کن مشینریز کو معرض وجود میں لایا ہے، جن کا تعلق انسانی زندگی کے کسی ایک شعبہ سے نہیں بلکہ ہر شعبہ اور ہر میدان سے ہے، ایسے ہی آلات میں سے ایک سماجی رابطے کے وسائل ہیں، انٹرنیٹ اور اس پر موجود سائٹ ہر میدان کے اندر حیران کن خدمات پیش کررہے ہیں، یہ وسائل انسان کو جوڑنے اور مربوط کرنے میں اہم رول ادا کررہے ہیں اور معلومات کے خزانے پیش کررہے ہیں، ہر چھوٹے بڑے آج اس سے استفادہ کررہے ہیں اور اس میں منہمک نظر آتے ہیں، ہر طرح کے لوگوں کی دلچسپی کا سامان یہاں موجود ہے اس کا استعمال بڑے اور چھوٹے ہر کوئی کررہے ہیں بلکہ چھوٹے زیادہ کررہے ہیں یہاں تک کہ بے شعور نادان بچے جو ابھی شیر خواری کے مرحلے میں ہوتے ہیں وہ بھی نہ صرف اسے استعمال کررہے ہیں بلکہ اس میں دل چسپی رکھتے اور اس سے جڑے رہتے ہیں، اس کی الفت ومحبت میں چھوٹے، بڑے بوڑھے جوان عورت مرد امیر وغریب، عالم وجاہل لیڈر وعوام میں فرق نہیں، ہر کوئی اپنی اپنی دلچسپی کے مطابق اسے استعمال کررہا ہے، یہ وسائل آج ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں، اس نے جغرافیائی سرحدوں کو توڑ دیا اور ساری دنیا کو ایک بستی میں تبدیل کردیا ہے، ہفتوں میں نہیں بلکہ سکنڈوں میں لوگ مشرق ومغرب سے رابطہ کرلیتے اور اپنی بات دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچادیتے ہیں اس میں ہر دن ترقی بھی ہورہی ہے اور اس میدان میں سرگرم عمل ہزارہا سائٹس ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کررہے اور بہتر سے بہتر خدمات پیش کرنے کی سعی کررہے ہیں، تاکہ دوسروں کی بنسبت انہیں زیادہ شہرت حاصل ہو اور انہیں استعمال کرنے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو، ان وسائل کے مثبت پہلو بھی ہیں اور منفی بھی، اس سے جہاں علم ومعرفت کے دروازے کھلے اور معلومات کا حصول آسان ہوا ہے، اسی طرح اس نے عریانیت وبے حیائی کا دروازہ بھی کھولا اور اباحت پسندی کو ہوا دیا ہے، آج بدکاریوں، جرائم اور اس جیسی منفی باتوں میں جو بے تحاشہ اضافہ ہوا ہے، اسی کی مرہون منت ہے، دوسری طرف اہل علم اس کے ذریعہ بحث وتحقیق کے میدان میں بھرپور استفادہ کررہے ہیں، آج دنیا کے سارے کاروبار اسی سے جڑے ہوئے ہیں، دنیا کے سارے نظام کا انحصار اسی پر ہے۔

ان حالات میں ضروت اس بات کی ہے کہ والدین اپنے معصوم بچوں اور بچیوں کو اپنے شیر خواروں اور نوجوانوں کو اس کے مفید ومضر اثرات سے آگاہ کریں، ان کی صحیح تربیت کریں، انہیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ وروشناس کریں، صحیح تربیت اور متوازن رہنمائی کے اصول کا بنیادی مقصد انسان کو نیک وصالح بنانا اور ایسا مثالی فرد بشر تیار کرنا ہے جو اپنے پیغام اور مقصد تخلیق کو پورے طور پر روبعمل لاسکے، اسے اپنے نفس پر مکمل کنٹرول حاصل ہو اور وہ اپنے تصرفات اور نقل وحرکت کو صحیح راستے پر گامزن رکھے، وہ اخلاقی اقدار کا احترام کرے اور دوسروں کے لئے اسوۂ ونمونہ بنے۔ وہ جس مقصد کے لئے جی رہا ہے یا اس کی زندگی کا جو مقصد ہے وہ اس کی سچی تصویر ہو، اس کے اعمال وحرکات اسی مقصد کی روشنی میں ہوں، ہمارے اسلاف اور صحابہ کرام کا اسوہ ہمارے سامنے ہے۔

زلیخا نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے دامن فریب میں پھانسنا چاہا اور سارے دروازے بند کرکے انہیں دعوت گناہ دی تو وہ اپنے مقصد سے نہیں ہٹے، اللہ تعالیٰ نے اس کی عکاسی یوں کی ہے:

اس عورت نے جس کے گھر میں یوسف تھے، بہلانا پھسلانا شروع کیا، کہ وہ اپنے نفس کی نگرانی چھوڑ دے اور دروازے بند کرکے کہنے لگے، لو آجاؤ، یوسف نے کہا: اللہ کی پناہ وہ میرا رب ہے اس نے مجھے بہت اچھی طرح رکھا ہے، بے انصافی کرنے والوں کا بھلا نہیں ہوتا۔ اس عورت نے یوسف کا ارادہ کیا اور یوسف نے بھی ارادہ کیا اگر اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھتے، تو گناہ میں مبتلا ہوسکتے تھے۔ (یوسف: 23:24)

وہ انسان تھے مگر خوف الٰہی غالب تھا اس لئے انہوں نے نفس کو قابو میں رکھا، نفس پر جسے کنٹرول حاصل ہوتا ہے وہ دوسروں کے دام فریب میں مبتلا نہیں ہوتا وہ دنیوی لالچوں میں نہیں پڑتا، نہ مال ودولت اس کے قدم میں ارتعاش پیدا کرتا ہے، نہ بھری جوانی رکھنے والی دوشیزاؤں کا حسن وجمال اور دنیا کی رعنائیاں اس کے عزم وثبات کو متزلزل کرتی ہیں۔

ہمارے دشمنان اسلام کے پاس بہت سے سامان ہیں، جسے وہ تیار کرتے اور ہمارے کمزور نفس کے سامنے پیش کرتے اور ہمارے ملکوں میں اکسپورٹ کرتے ہیں، جس کا مقصد ہمارے اخلاق کو سلب کرنا، ہمارے اقدار کو تباہ کرنا ہمارے ایمان پر ڈاکے ڈالنا، ہماری روح کو برباد کرنا اور ہمارے ایمانی وجود کو بے جان کرکے تڑپتی لاشوں میں تبدیل کرنا، ہمارے تشخص پر سیاہی پوتنا اپنے اصل سرمایہ سے تہی دست کرنا اور پوری امت مسلمہ کو ذلت وخواری میں مبتلا کرنا، ہمارے نوجوانوں کو مدہوش ومخمور کرنا، ہمارے بچوں کو لہو ولعب، بے حیائی، بے راہ روی کا خوگر بناکر تعلیم اور تحقیق وجستجو سے دور کرنا اور غفلت میں پڑے رہنے کا عادی بنانا، ہماری دینی غیرت وحمیت پر پانی پھیرنا، ہمارے عقیدے کو بگاڑنا اور نونہالان اسلام کو اپنے سانچے میں ڈھالنا ہے، وہ اپنے اس مقصد میں صد فیصد کامیاب ہیں، ہم اپنے ملک اپنے شہر اور اپنی گلی کوچوں میں اس کا مشاہدہ کررہے ہیں، ہمارے نوجوان بچے بچیاں دشمنان اسلام کی نقالی نہ صرف کررہے بلکہ اس پر فخر کررہے ہیں، وہ زندگی کے ہر شعبہ میں ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں، ہمارے نوجوان تعلیم وثقافت اور دین وایمان سے رشتہ توڑ کر آوارگی میں مبتلا ہورہے ہیں، ان میں بے راہ روی عادت ثانیہ بن گئی ہے، ان کے اندر سے باہمی میل جول رشتہ داروں اور عزیزوں سے ملنا جلنا بند ہوگیا، صلہ رحمی کا فقدان ہوچکا ہے، کوئی اپنے عزیز واقارب سے اب ملنا پسند نہیں کرتا، کہ جو بھی فرصت کا وقت میسر آتا اسے انہیں وسائل کے استعمال میں صرف کرتا اور اسی میں مگن رہتا ہے، بہت سے نوجوان تو ایسے ہیں کہ ان میں حرام کے اندر بے باکی وجرات پیدا ہوگئی ہے اور وہ کھلے عام محرمات شرعیہ کے ارتکاب میں کوئی عار وحجاب محسوس نہیں کرتے، وہ دینداروں اور شرعی حدود کی پاسداری کرنے والوں کا مذاق اڑاتے، شرعی قوانین اور اسلامی تعلیمات پر آواز کستے اور بہت سے فرائض ومحرمات کا انکار کرکے یا اسے اپنے لئے جائز سمجھ کر کفر تک کا ارتکاب کررہے ہیں۔ اپنے دین وایمان کو بیچ کر غیر مسلموں سے معاشقہ کرتے ہیں، ان سے شادی کرتے اور اسے اپنے لئے مباح وحلال سمجھتے اور اسلامی تعلیمات کو فرسودہ گردانتے ہیں، اعداء اسلام کی یلغار ہمارے کسی ایک شعبہ زندگی اور کسی ایک میدان میں نہیں بلکہ ہر میدان میں ہے، عقیدہ وتعلیم سے لے کر سیاست ومعیشت سب ان کی یلغار کا شکار ہے اور ہم اسے خوشی خوشی گلے لگارہے اور اس پر شاداں وفرحاں ہیں۔

آج سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے اور پوری امت مسلمہ کا اولین فریضہ ہے کہ وہ گلے میں پڑے اس غلامی کے طوق کو اتار پھینکیں، اپنے ہاتھ وپاؤں کی بیڑیوں کو کاٹیں اور اس سے خود بھی آزادی حاصل کریں اور اپنے بچوں اور دیگر مسلمان بچوں کو بھی اس سے آزادی دلائیں، ہمارا دین ومذہب ایک آفاقی مذہب ہے، اس کی تعلیمات انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتی ہے، زندگی کا کوئی ایسا گوشہ اور موڑ نہیں جہاں اسلامی تعلیمات موجود نہ ہوں، ہمارا مذہب تعلیمات اور آداب واقدار سے زرخیز ہے، ان تعلیمات اور آداب واخلاق کے سہارے ہم بلندی حاصل کرسکتے ہیں، اس کے ذریعہ ہم علوم وفنون میں بھی بلندی حاصل کرسکتے اور دنیوی سارے میدان میں بھی، ہمیں انہیں اسلامی تعلیمات کے ذریعہ کمال حاصل ہوسکتا ہے اور اسی کے ذریعہ ہمیں اس دنیا میں بھی سرخروئی حاصل ہوسکتی ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور یہ کہ یہ دین ہی میرا راستہ ہے، جو بالکل سیدھا ہے تو اسی راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو، کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کردیں گے۔ (الانعام: 153)

مسلمانوں کے اخلاق قرآن ہونے چاہیے جیسا کہ رسول اللہ کا اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تھا، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''کان خلقہ القرآن'' آپ کے اخلاق سراپا قرآن تھے، مسلمانوں کا سلوک، طرز زندگی، طریقہ کار، اور انداز تعامل اسلام ہونا چاہیے، جس میں اسلام کی عکاسی ہوتی ہو، ان کی شریعت اور ان کے احکام اللہ کی کتاب ہونی چاہیے جسے ہم اپنی پوری زندگی میں نافذ کریں، ہماری زندگی دشمنان اسلام اور تمام غیر قوموں ومذہبوں کی زندگیوں سے ممتاز ہونی چاہیے، ہمارے ظاہر وباطن پر اسلام کی علامتیں، تقویٰ کی نشانیاں، مسلمانوں کے صفات ظاہر ونمایاں ہونے چاہے، ہم قرآن اور قرآنی آداب وتعلیمات پر فخر کرنے والے ہوں، ہمارا نمونہ واسوہ رسول اللہ اور آپ کے اصحاب ہونے چاہیے۔ جنہوں نے علم کی روشنی پھیلانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، اور ساری دنیا کو علم ومعرفت کے نور سے منور کیا، یہاں تک کہ ساری تہذیبیں اسلام کی دست نگر ہوگئیں، انہوں نے آداب واخلاق، تہذیب وثقافت علم وہنر، تحقیق وجستجو کا گر اسلام سے اپنایا اور اس میں لگے رہے، اور آج ہم اس سے دستکش ہوکر ذلیل وخوار ہوگئے ہیں، ہم اسلامی تعلیمات اور اس کے اخلاق وآداب سے اگر مسلح ہوں گے تو ہم ہر طرح کے منفی طرز زندگی اور اسلامی اقدار اور اس کی تعلیمات کے منافی باتوں کا مقابلہ کرسکیں گے، ورنہ ہم ان کے لائے ہوئے سیل رواں میں بہ جائیں گے، اور ہمارا کوئی پرسان حال نہ ہوگا، ہم اگر علم کی دولت سے آراستہ، قرآنی تعلیمات سے آشنا اور سنت نبوی سے رہنمائی حاصل کرنے والے ہوں گے تو ہم قوم وسماج اور ملک وملت کے لئے مفید وکارآمد اور فعال عنصر ہوں گے، مسلمانوں کی اصل شخصیت اگر محفوظ رہتی ہے تو اس کا روحانی وفکری منبع وسرچشمہ صاف رہتا اور غلاظتوں سے آلودہ وگدلا نہیں ہوتا ہم اگر اپنی زندگی میں دین حنیف کو مضبوطی سے تھامے رہتے ہیں۔ اس کے اونچے اقدار واخلاق حاصل رہتے اور امت مسلمہ کے وجود میں اس کو راسخ کرتے ہیں تو اس امت مسلمہ کا وہ تشخص باقی رہے گا اور وہ مقصد برآئے گا جس کے لئے اس امت کو لایا گیا ہے، پھر یہ امت خیر امت ثابت ہونے میں کامیاب ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو، کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوں۔ (ال عمران: 110)

اس طرح ہم اپنے سماج کو ترقی کی راہ پر گامزن کرسکتے لوگوں کو تعمیر، صلاح، سچائی اور ترقی وخوشحالی کی دعوت دے سکتے ہیں، جس کے بعد اس دنیا میں ہم الفت ومحبت، بھائی چارگی، میل ملاپ اور ہم آہنگی کے ساتھ جی سکتے اور جینے کا سلیقہ دوسروں کو سکھا سکتے ہیں، مگر اسکے لئے ضروری ہے کہ ہم کتاب وسنت کو اپنا مشعل راہ بنائیں، اس کی تعلیمات کو اپنائیں اس کے احکام اور اس کی شریعت کی اتباع وپیروی کریں، کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو طاعت کی چادر سے ڈھک لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے محفوظ قلعہ میں پناہ گزیں وفروکش ہوجاتا اور اس کی ایسی روشنی واجالے میں داخل ہوجاتا ہے جس میں داخل ہونے والا ہر کوئی مامون ومحفوظ ہوجاتا ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ والدین اور ہر فرد مسلم جن پر چھوٹوں کی تربیت ونگرانی کی ذمہ داری ہے وہ ان جدید آلات کے مفاسد سے اپنے ماتحتوں کو آگاہ کریں، اس پر عقابی نگاہ رکھیں اور انہیں اسلام کی تعلیمات اور دینی معلومات سے آراستہ کریں کہ یہی انہیں راہ سے بھٹکنے اور دوسروں کے دام فریب میں پھنسنے سے روکنے والی چیز ہے۔

بقیہ: نینوٹیکنالوجی اور مستقبل ...... بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ نینوٹیکنالوجی کے صحیح استعمال کے لیے نئے قوانین بنانا ضروری ہوگیا ہے۔ نینو سے مراد ایسی اشیاء ہیں جو سوئی کی نوک سے تقریباً ایک ملین گنا چھوٹی ہوتی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آنے والے برسوں میں اس ٹیکنالوجی کی وجہ سے انسانی زندگی میں انقلابی تبدیلیاں آجائیں گی۔ ماہرین کا خیال ہے کہ صرف چند برس بعد تین دن میں ختم ہوجانے والی بیٹریز لوگوں کو مذاق لگے گی، کیوں کہ نینوٹیکنالوجی کی وجہ سے کئی سال تک چلنے والی بیٹریز بنائی جاچکی ہوں گی۔ امریکا کی ایم آئی ٹی یونورسٹی میں سائنس دانوں کا خیال ہے کہ چند برسوں میں نینوٹیکنالوجی کے ذریعے امریکی فوجیوں کے لیے سامان ایک سے دوسری جگہ پہنچانا آسان ہوجائیگا۔ جہاں اس وقت ایک فوجی کو 10یا15 کلوگرام کا بوجھ اٹھاکر چلنا پڑتا ہے، وہاں چند برس بعد یہ صرف 10یا15 گرام رہ جائیگا۔ رائل سوسائٹی اینڈ رائل اکیڈمی آف انجنیئر نگ کی ایک رپورٹ کے مطابق نینوٹیکنالوجی سے انسانیت کو بہت فائدے ہوسکتے ہیں؛ تاہم رپورٹ میں اس بات کا بھی اعتراف کیا گیا ہے کہ اس کے کچھ مضر اثرات بھی ہوسکتے ہیں، خاص طور پر بہت ہی چھوٹی اشیاء یا نینوٹیوب پارٹیکلز جو سانس لیتے وقت انسان کے جسم میں جاسکتے ہیں۔ نینوٹیکنالوجی کے ذریعے جوہروں اور سالموں کا استعمال کرکے مختلف اشیاء کو غیر معمولی کردار دیے جاسکتے ہیں۔ رائل سوسائٹی اینڈ رائل اکیڈمی آف انجنیئر نگ کی رپورٹ میں سفارش کی گئی ہے کہ نینو پارٹیکلز اور نینوٹیوبز کو برطانوی اور یورپی قوانین کے تحت نئی کیمیائی اشیاء کا درجہ دیا جانا چاہیے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ان نہایت ہی چھوٹی اشیاء کو روزمرہ استعمال کی اشیاء میں شامل کرنے سے پہلے آزادانہ سائنسی حفاظتی کمیٹی سے ان کی تصدیق ہونی چاہیے۔ اس رپورٹ میں نینوٹیکنالوجی سے ماحولیات، انسانی صحت اور حفاظت پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لیا گیا تھا۔ اس ٹیکنالوجی کے حامیوں کا کہنا ہے کہ یہ طبی اور صنعتی تحقیق کے لیے نہایت ہی مفید ثابت ہوگی۔ ان کا کہنا ہے کہ نہایت ہی چھوٹے درجے پر اشیاء کے غیر معمولی کردار کو بہتر مشینیں بنانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس سائنس کے بارے میں کئی غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ بعض افراد کا خیال ہے کہ اس ٹیکنالوجی کی وجہ سے وائرس سے بھی چھوٹی مشینیں دنیا پر قبضہ کرکے اسے تباہ کردیں گی۔ ماہرین کے مطابق ایسی باتیں بالکل غلط اور خیالی ہیں۔ (**ماخوذ**)

Scanned with CamScanner

اسلام کا عادلانہ نظام

اقبال احمد صدیقی

محسن انسانیت، معلم کتاب وحکمت سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ آفتاب دلیل آفتاب کی روشن مثال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کے اعلیٰ وارفع مقاصد کا واضح تعارف اور موثر ابلاغ کرتے ہوئے نوع انسانی کو کفر وشرک اور جہالت کے اندھیروں سے ہی نہیں نکالا بلکہ طبقہ واریت کے جبر، امارت وثروت کی بدتری اور نسلی عصبیت کے زعم کے باطل کا خاتمہ بھی کیا، کمزور اور مجبور اور زرخرید غلاموں کو زورآور، ثروت اور اذیت پسند طبقے کے شکنجے سے نکالا اور اسلام کے معاشرتی انصاف کے مسلمہ اصول اور اخلاق کی اعلیٰ قدروں کا اجالا انفس وآفاق میں پھیلایا۔

عصری علوم وافکار کے اس جدید دور میں کوئی بھی مکتبۂ فکر یا سماجی اور اقتصادی اصلاح کا دعویدار طبقہ انسانی جان کی حرمت اور مخلوق خدا کے احترام کا اس سے بہتر اور جامع پیش نہیں کرسکتا جسے عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عملاً بروئے کار لایا گیا اور آج بھی مسلم معاشرہ میں انصاف صلہ رحمی اور مساوات کے اصول تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور زریں نکات ہیں۔ تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ یہی اسلام کے فلاحی اور عادلانہ طرز حکومت کی سوفیصد کامیابی کا راز تھا؛ چنانچہ اس حدیث نبوی میں ہر فرد اور پورے معاشرے کے لئے خدمت خلق کی کس درجہ کی ترغیب وتاکید کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مخلوق خدا کا کنبہ ہے، بہترین شخص وہ ہے جو خدا کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے۔

سیرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ توجہ طلب پہلو بھی ہے اور قرآنی رشد وہدایت اور اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت وقیع زاویہ حکمت بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق خدا کو بطور فرد اور معاشرے اور من حیث القوم، خودداری، خوف خدا، جینے کا سلیقہ سکھایا، فرسودہ روایات کے اندھیرے سے بنی نوع انساں کو نکالا، چنانچہ انقلاب اسلامی داعی اللہ کے رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیرت وکردار اور تعلیمات کے ذریعے افراد کے درمیان حق تلفی سے گریز، رنگ ونسل کی عصبیت سے اجتناب، عدل وانصاف کی حاکمیت اور احکام قرآن کی پیروی، باہمی رواداری، صلہ رحمی، خداشناسی، حق پرستی اور خدمت خلق کا ٹھیک ٹھیک مفہوم سمجھایا۔

آج ہمارا زبوں حال معاشرہ اور پراگندہ ماحول تعلیمات نبوی کو اختیار کرنے اور اس باران رحمت کی افادیت کو زندگی کی تاریک اور کانٹوں بھری راہ میں مشعل فروزاں بنانے کا ضرورتمند ہے، یہی ہمارا ایمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جس طرح اللہ کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جذبہ جاں نثاری سیرت اور روحانیت کی زینت ہے، اسی طرح اسلامی عدل وانصاف اور مساوات کا اسوہ رسول کی عملی اتباع بھی کریں، فرد اور خاندان، امیر وغریب طبقے، ہمارے رہنما، سب کے سب اسلامی غیرت وحمیت کو اپنائیں اور خودداری سے سرشار کتاب وسنت کے سچے پیروکار بن جائیں۔

علامہ ابن عبدالبر نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شہر میں قاضی کا تقرر فرماتے تو ہدایت ہوتی کہ وہاں کے لوگوں کو آیات قرآنی سنائیں اور اسلام کے احکام سکھائیں۔ ان سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان مقدمات کا فیصلہ اسلامی احکام کے مطابق عدل وانصاف سے کریں۔

سنن ابوداؤد میں یہ قول موجود ہے کہ تقرری کے موقع پر قاضی حضرات جو عدالتوں کے سربراہ ہوتے ہیں، یہ بات بخوبی سمجھادی جاتی تھی کہ (اسلام کی) ہدایت کے خلاف جو کام کئے جائیں گیں، وہ کالعدم قرار دئے جائیں گیں، ابن ہشام اور طبری میں یہ حوالہ ملتا ہے کہ جب عمرو بن حزم کے گورنر بھیجے گئے تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تحریری ہدایت نامہ بھی عطا فرمایا۔ اسلامی نظام حکومت کی تاریخ میں یہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یاد رہے گا، اس مفصل اور جامع دستاویز میں گورنر موصوف کو تاکید گئی کہ لوگوں کو بے لاگ عدل فراہم کیا جائے، مقدمات میں پورا انصاف کیا جائے، مقتدر حاکم کو ظلم وستم سے بہرنوع روکنے اور اسے زیادتی سے باز رہنے کی تلقین بھی کی گئی۔

صحیح بخاری باب العلم میں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اسی طرح کے بھیجے گئے ایک اور ہدایت نامے کے ذکر کے ساتھ یہ صراحت بھی کی گئی ہے کہ جسمانی ضرر رسانی کی کسی صورت میں مضروب (مجروح) کو کیا معاوضہ اور کیا کیا ہرجانا دلایا جائے، تاکہ متاثرہ فریق کی حق رسی ہوسکے، دین کی اہمیت بھی واضح کی گئی ہے، عہد رسالت اس وعدہ خداوندی کا آئینہ ہے کہ خالق کائنات کو اپنی تمام مخلوق محبوب ہے، اس لئے کسی کو قتل کرنا ایذاء پہونچانا، حق تلفی کرنا، عصبیت اختیار کرکے ظلم وستم کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہرگز پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ البتہ صلہ رحمی، ایک دوسرے کی مدد اور رہنمائی کرنا پسندیدہ بات ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ مدینہ منورہ کی وسیع وعریض اسلامی فلاحی ریاست میں قومی حمیت، عدل وانصاف اور خوشحالی کا ایسا دور دورہ تھا کہ صاحب نصاب کو ڈھونڈنے سے بھی مستحق کوزکوۃ نہیں ملتا تھا۔ عوام کی تعلیم، بیماریون کا علاج ومعالجہ، لباس، اشیائے خورد ونوش، عزت ناموس جانی ومالی تحفظ خواتین کی حرمت وحفاظت، اس عہد کے امیر المومنین اور عمال حکومت کی ذمہ داری تھی، بیت المال فلاحی ریاست کی امانت تھا جہاں آمد وخرچ کا صحیح حساب موجود تھا، کوئی بھوکا نہیں سوتا تھا، مدینہ منورہ کی مثالی اسلامی ریاست نے ایک فلاحی اور منصفانہ اور بنیادی حقوق کے یکساں محافظ مثالی معاشرے کا کامیاب تجربہ کرکے پوری دنیا کو دکھایا۔ آج ان کامیاب تجربوں سے غافل ہوکر ہماری نفرادی اور اجتماعی زندگیاں بے سکون اور غیر محفوظ ہیں، انسانی ہمدردی اور اعلیٰ اخلاقی اقدار نایاب ہیں۔

آج کا منظرنامہ یہ ہے کہ ہر سطح پر معاشرہ کا دامن تارتار اور دوطرفہ اعتماد کے گریباں چاک ہوکر رہ گئے ہیں، قانون کا ڈر باقی رہا ہے نہ خوف خدا ہے نہ دوسروں کے اثاثہ پر قبضہ کو یوم حساب کی فکر ہے۔

دنیا کی دس سب سے بڑی چیزیں

دنیا میں ایسی چیزوں کی کمی نہیں جو ہمارے اندازوں سے زیادہ بڑی ہوتی ہیں۔ جیسے پھل کا حجم ہماری توقع سے زیادہ بڑا ہوسکتا ہے، جزیرے کسی ملک جیسے ہوسکتے ہیں اور ایسی چھپکلیاں جن کا سائز انہیں ڈریگن بنادیتی ہیں۔ تو ہماری دنیا میں ایسی چیزوں کی کمی نہیں جو اپنے حجم کے لحاظ سے سب سے بڑی کہلائی جاسکتی ہیں اور ان میں سے چند کی تفصیلات آپ کو یقیناً حیران کردیں گے۔

(۱) مسجد الحرام

مکہ مکرمہ میں واقع مسجد الحرام دنیا کی سب سے بڑی مسجد ہے، جسے اسلامی دنیا کے مقدس ترین مقام کا درجہ حاصل ہے۔ یہ مسجد 188 ایکڑ تک پھیلی ہوئی ہے جس میں مزید توسیع بھی ہوتی رہتی ہے جبکہ یہاں ہر سال حج کا انعقاد بھی ہوتا ہے جو دنیا میں لوگوں کی تعداد کے حوالے سے سب سے بڑا اجتماع بھی ہے۔

(۲) دبئی مال

یہ دنیا کا اب تک کا سب سے بڑا خریداری کا مرکز ہے جو مجموعی طور پر 13 ملین اسکوائر فٹ تک پھیلا ہوا ہے اور اس کے اندر 1200 ریٹیل شاپس موجود ہیں۔ اس میں برف میں اسکیٹنگ کے لیے ایک حصہ مخصوص ہے، زیرآب چڑیا گھر، ایک بڑی آبشار اور مچھلی گھر وغیرہ بھی اس کا حصہ ہے۔ اس کے اوپری حصے میں 22 سینماء، ایک لگژری ہوٹل اور سو سے زائد ریسٹورنٹس وکیفے وغیرہ بھی موجود ہیں۔

(۳) نیلی وہیل

اگر آپ کو حقیقی زندگی میں کبھی کسی نیلی وہیل کو دیکھنے کا موقع ملا ہو تو درحقیقت آپ نے سمندری دنیا کے سب سے بڑے جاندار کو دیکھنے تجربہ کیا ہوتا ہے بلکہ جانوروں میں سب سے بڑا بھی قرار دیا جاسکتا ہے جس کے وزن کا مقابلہ بھی کوئی نہیں کرسکتا۔ سمندروں میں ان کے بے پناہ شکار نے انہیں خاتمے کے قریب پہنچادیا تھا جس کے بعد 60 کی دہائی میں ان کے شکار پر پابندی عائد کردی گئی۔ اب ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر کے سمندروں میں ان کی تعداد پانچ ہزار سے 12 ہزار تک ہے۔

(۴) گریٹ بیریئر ریف

دنیا میں مونگوں کی سب سے بڑی چٹان، جو ایک لاکھ 33 ہزار اسکوائر میل پر پھیلی ہوئی ہے، طویل عرصے سے سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے، مگر ماحولیاتی چیلنجز کے باعث اس مقام کو نقصان پہنچ رہا ہے، جبکہ سمندری درجہ حرارت میں اضافے اور آلودگی کے باعث آئندہ 100 برسوں میں اس قدرتی عجوبے کے تباہ ہونے کا خدشہ ہے، جبکہ کچھ ماہرین تو اس سے بھی بڑھ کر خدشہ ظاہر کرتے ہیں کہ 2030 تک ہی یہ مقام مکمل طور پر غائب ہوجائے گا۔

(۵) گرین لینڈ

دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ گرین لینڈ کہلاتا ہے، یہ دنیا میں سب سے کم آبادی رکھنے والا ملک بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اس جزیرے یا ملک کا بڑا حصہ برف سے ڈھکا رہتا ہے اور اس کو گرین لینڈ کا نام یہاں آنے والے اولین اسکینڈے نیوین رہائشیوں نے دیا تھا۔

(۶) سلارڈی یونی سالٹ

چار ہزار اسکوائر میل سے زائد علاقے پر پھیلا سلارڈی یونی سالٹ دنیا میں نمک کا سب سے بڑا میدان ہے۔ بولیویا کے اس مقام پر پہنچ کر انسان کو لگتا ہے کہ زمین اور آسمان ایک دوسرے سے مل رہے ہیں اور یہ نظارہ حواس پر جادو سا کردیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جو شخص ایک بار یہاں گھوم لے وہ اس جگہ کو کبھی بھول نہیں پاتا۔ خاص طور پر بادلوں وآسمان کو اپنے سر کے اوپر دیکھنے کے ساتھ ساتھ پیروں کے نیچے دیکھنا زندگی کا سب سے حیرت انگیز تجربہ ثابت ہوتا ہے اور دنیا صحیح معنوں میں الٹ پلٹ نظر آتی ہے۔

(۷) جیک فروٹ

آپ اس عجیب شکل کے پھل کو جنوب مشرقی اور جنوبی ایشیاء میں دریافت کرسکتے ہیں اور یہ دنیا میں کسی درخت پر اگنے والا سب سے بڑا پھل قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بنگلہ دیش کا قومی پھل بھی ہے اور یہ جسم کے لیے صحت مند فائبر کے حصول کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔

(۸) سیکویا ٹریز

سیکویا نہ صرف دنیا کے سب سے بڑے درخت ہیں بلکہ حجم کے لحاظ سے اس سیارے میں پائے جانے والی سب سے بڑی زندہ جاندار کا درجہ بھی رکھتے ہیں۔ اوسطاً ان درختوں کی لمبائی 160 سے 275 فٹ تک ہوسکتی ہے اور ان کی چوڑائی 20 سے 26 فٹ ہوتی ہے۔ ان درختوں میں ایک ساڑھے تین ہزار سال پرانا درخت بھی موجود ہے اور یہاں کے درختوں کی عمر کا تعین ان کی چھال پر بنے دائروں سے ہوتا ہے۔

(۹) ہاتھی

ہاتھی خشکی پر پائے جانے والے سب سے بڑے زندہ جاندار کا اعزاز اپنے نام رکھتے ہیں۔ ان کی لمبائی 10 سے 13 فٹ اور وزن 15 ہزار پونڈز تک ہوسکتا ہے۔ اس کے ہڈیاں اور جسمانی حصے بالکل مختلف ہوتے ہیں اور ہر ایک کا کام منفرد ہوتا ہے جو اس بڑے جانور کو زندہ رہنے اور روزمرہ کے کام میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ اس کے بڑے کان اس کے سننے کی حس کو زبردست بنادیتے ہیں جبکہ اس کی سونڈ 5 مختلف کاموں میں مددگار ثابت ہوتی ہے، جن میں سانس لینا، بولنا، سونگھنا، چھونا اور چیزوں کو پکڑنا وغیرہ۔

(۱۰) سون ڈونگ غاریں، ویت نام

ویت نام میں واقع یہ غاریں 1991 میں ایک مقامی شخص نے دریافت کی تھیں اور یہ دنیا کا سب سے بڑا غاروں کا سلسلہ قرار دیا جاتا ہے۔ جس کے اندر ایک بڑا دریا بہتا ہے جبکہ اس کی گہرائی 490 فٹ اور لمبائی 30 ہزار فٹ ہے، اس کے اندر ہوائیں بھرپور رفتار سے چلتی ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہروقت آندھی سی آئی ہوئی ہے۔ تاہم اس کی خوبصورتی دیکھنے والوں کو ضرور دنگ کرکے رکھ دیتی ہے۔ (ماخوذ)

Scanned with CamScanner

تمام ملی تنظیموں کے ساتھ مل کر امارت شرعیہ کے پیغام کو آخری گھر تک پہونچائیں گے: امیر شریعت

امیر شریعت کے اعزاز میں استقبالیہ نشست میں شہر پٹنہ کے علماء و دانشوروں کا اظہار خیال، ۸۶۵ر صفحات پر مشتمل ہفتہ وار نقیب کے خصوصی شمارہ امیر شریعت سابع نمبر کا اجراء

رپورٹ: رضوان احمد ندوی/ محمد عادل فریدی

حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر کے بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا آٹھواں امیر شریعت منتخب ہونے پر ایک استقبالیہ جلسہ کا انعقاد مورخہ 17 اکتوبر 2021ء روز اتوار کو بوقت دو بجے دن المعہد العالی کانفرنس ہال پھلواری شریف، پٹنہ میں زیر صدارت نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب ہوا۔ اس استقبالیہ نشست سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ آپ حضرات نے جس اخلاص وللہیت کے جذبے کے ساتھ یہ نشست منعقد کی دل سے ہم اس کی قدر کرتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ امارت شرعیہ کسی ایک مسلک کا ادارہ نہیں ہے، بلکہ جس نے بھی لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہے، وہ امارت شرعیہ کا حصہ ہے۔ اور اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ امارت شرعیہ کی ترقی و استحکام کے لیے فکر مند رہے اور مل جل کر ملت کی ترقی کے لیے منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرے۔ انہوں نے فرمایا کہ مسلم آبادی کے تناسب سے ملت کے فلاحی اور رفاہی امور کو انجام دینے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے زکوٰۃ کے علاوہ دیگر خصوصی عطیات سے اس ادارہ کو تقویت پہونچائیں۔ آپ نے کہا کہ ہمارا عزم ہے کہ امارت شرعیہ کی تنظیم اور اس کے پیغام کو آخری گھر تک پہونچانے کے لیے تمام ملی اداروں کے ساتھ مل کر کام کریں گے۔ انہوں نے نشے کی لت، الحاد و ارتداد، جہیز و تلک، اسراف و فضول خرچی جیسی سماجی خرابیوں کو مٹانے کی ضرورت پر زور دیا اور فرمایا کہ معاشرتی جھگڑوں کے تصفیہ کے لیے دار القضاء سے رجوع کریں اور اپنے تنازعات کا فیصلہ دار القضاء سے کرائیں۔ انہوں نے وراثت میں لڑکیوں کو شرعی طور پر حصہ دینے اور اپنے اموال کے بارے میں اپنی زندگی میں ہی وصیت مرتب کرنے پر بھی توجہ دلائی۔ انہوں نے دینی و عصری تعلیم کو فروغ دینے اور حفظان صحت کے میدان میں بہتر کام کرنے کے عزم کا بھی اظہار کیا اور تمام لوگوں سے اس میں تعاون کی اپیل کی۔ نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے فرمایا کہ امارت شرعیہ ایک الہامی ادارہ ہے، تاریخ کے ہر دور میں اس کو ایسے رجال کار اور ایسے اشخاص ملتے رہے ہیں جنہوں نے وقت اور ضرورت کے پیش نظر ملت کی صحیح سمت میں رہنمائی کی ہے، آج کا زمانہ ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے، دور حاضر میں ترقی کی رفتار بہت تیز ہے، اس نئے تقاضے کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی شکل میں ایک جواں سال میر کارواں عطا کیا ہے، جو بالغ نظر، علم و فضل کا مجموعہ اور زمانے کا نبض شناس ہے۔ ان شاء اللہ ان کی قیادت میں امارت شرعیہ ترقی کی نئی منزلوں کو حاصل کرے گی۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم امیر شریعت کے مشن کو عام کریں اور سمع وطاعت کے جذبے کے ساتھ اس کارواں کو آگے بڑھائیں۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ کا خصوصی امتیاز یہ ہے کہ وہ امت کو کلمہ کی بنیاد پر جوڑتی ہے، اور امیر شریعت کی ماتحتی میں متحد و منظم زندگی گزارنے کا عہد و پیمان کرتی ہے۔ انہوں نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی فکری و عملی ترجیحات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ ملت کو تعلیم کے میدان میں آگے بڑھنے اور امت کو خود کفیل بنانے کا منصوبہ رکھتے ہیں۔ ہم سب لوگ مل جل کر ان کے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہونچانے کی جد و جہد کریں۔ حضرت مولانا سید شاہ تقی الدین ندوی فردوسی خانقاہ فردوسیہ منیر شریف نے اپنے اشعار کے ذریعہ کہا کہ بہار تاریخ کے ہر دور میں پر بہار رہا ہے، صوفیوں اور درویشوں نے اصلاح باطن کے ذریعہ افراد سازی کے عمل کو تیز کیا ہے، انہوں نے خانوادہ رحمانی کا خاص طور پر ذکر کیا اور ان کی خدمات کی تحسین کی۔ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے حضرت امیر شریعت کا استقبال کرتے ہوئے ان کے کاموں کے ترجیحات کی تحسین کی اور کہا کہ اتحاد امت، تعلیم، سب کو ساتھ لینے کا جذبہ اور اللہ کی رضا کے لیے ہر کام کرنا امیر شریعت کی اولین ترجیحات ہیں۔ مولانا ابو طالب رحمانی صاحب نے کہا کہ ہمیں منزل اور ٹارگیٹ طے کر کے اتحاد اور اجتماعیت کے جذبے سے امیر شریعت کی سمع وطاعت کے ساتھ کام کرنا ہے تبھی ہم ملت کی فلاح و بہبود میں کامیاب ہوں گے۔ مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے ارباب حل وعقد اور اصحاب علم و دانش کو مبارک باد پیش کی کہ انہوں نے جواں سال قائد کا انتخاب کر کے ایک سنت کو زندہ کیا۔ تنظیم ائمہ مساجد کے نائب سکریٹری مولانا گوہر امام قاسمی امام سنگی مسجد نے کہا کہ امیر شریعت کا عہدہ ایک امانت ہے، جو تقویٰ، للہیت اور اخلاص کے ساتھ انجام دہی کا تقاضا کرتا ہے، ہمیں یقین ہے کہ موجودہ امیر شریعت ان اوصاف کے ساتھ اس ذمہ داری کو انجام دیں گے۔ مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ امارت شرعیہ کا ماضی اور حال جس طرح روشن رہا ہے، ان شاء اللہ مستقبل بھی ویسا ہی تابناک رہے گا، انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ نے متواضع، منکسر المزاج، شریف النفس، علم و فضل میں ممتاز، دینی و عصری علوم کا سنگم اور زہد و تقویٰ کا پیکر امیر شریعت عطا کیا ہے۔ مولانا انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دار القضاء نے کہا کہ امارت شرعیہ ایک الہامی ادارہ ہے، اس کے سبھی امراء شریعت الہامی ہوئے ہیں، ہمیں یقین ہے کہ موجودہ امیر شریعت بھی مذہبی اور قومی کاموں کے لیے سرگرم ثابت ہوں گے۔ مولانا خورشید عالم مدنی امیر جمعیۃ اہل حدیث بہار نے کہا کہ ایسے حوصلہ مند، بابصیرت، عہد نو کی ثقافت سے باخبر، خوش زبان و خوش بیان، خوش نظر امیر کو پاکر ہم سب اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، یہ دور اجتماعیت اور مسابقت کا ہے، ہم سب مل جل کر کام کو آگے بڑھائیں، ان شاء اللہ مسائل حل ہوں گے۔ رکن راجیہ سبھا جناب احمد اشفاق کریم نے کہا کہ امیر شریعت سابع حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحبؒ ایک سایہ دار درخت کی مانند تھے، اب وہ ساری ذمہ داری آپ کے مضبوط کندھوں پر آ گئی ہے، ہمیں امید ہے کہ آپ اس بیڑہ کو بخوبی اٹھالیں گے، آپ کے مشن میں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں جب بھی آواز دیں گے ہم سب لبیک کہیں گے۔ جناب اختر الایمان رکن اسمبلی اور ایم آئی ایم کے ریاستی صدر نے کہا کہ ملت کے بے شمار مسائل ہیں جس کی وجہ سے ملت ڈگر سے بہت ہٹ چکی ہے، اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ہمیں اس کے حل کی تدبیر نکالنی ہے، چاہے وہ تعلیم کا میدان ہو یا سماجی برائیوں کو دور کرنے کا مسئلہ ہو، ہمیں ایک منصوبہ بندی کے ساتھ اس کو ختم کرنے کی ضرورت ہے، انہوں نے امید جتائی کہ موجودہ امیر شریعت کی قیادت میں ملت کے ان مسائل پر ٹھوس کام ہوگا۔ جناب ڈاکٹر انوار الہدیٰ سکریٹری اردو کارواں، ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء بہار و ناظم اعلیٰ مسلم مجلس مشاورت بہار نے کہا کہ ملت کے بے شمار مسائل ہیں، ترجیحات طے کر کے ان مسائل کو دور کرنے کی کوشش کی جائے، انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں ایسے جواں سال نئے امیر شریعت ملے ہیں ہمارے لیے ضروری ہے کہ ان کے قدم سے قدم ملا کر چلیں اور ملت کی سرخ روئی کے لیے آگے آئیں۔ ڈاکٹر ریحان غنی مدیر پندار نے کہا کہ خانوادہ مونگیری کی ایک روشن تاریخ رہی ہے، ہمیں امید ہے کہ یہ روایت برقرار رہے گی اور امارت شرعیہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی مضبوط قیادت میں ترقی کی راہ پر گامزن رہے گی۔ مولانا قمر نسیم صاحب قاسمی نے کہا کہ امت اتحاد فکر اور اجتماع قلوب کے ساتھ چار صفات کے ذریعہ اپنی منزل مقصود تک پہونچ سکتی ہے، یہ چار صفات زبان و دل کا نرم ہونا، عفو و درگزر سے کام لینا، استغفار کی کثرت کرنا اور باہمی مشورہ سے کام کرنا ہے۔ مولانا ناظم صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء بہار نے کہا کہ امارت شرعیہ کو حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب نے جس فکر کے ساتھ قائم کیا ہے، ہم سب اس فکر کے امین ہیں اور اپنے بزرگوں کے بنائے ہوئے نقوش و خطوط پر اس ادارہ کو ترقی کی راہ پر لے جانے کا عہد کرتے ہیں۔ جناب محبوب صاحب جھارکھنڈ نے کہا کہ ہم سب امیر شریعت کی سمع وطاعت میں کام کو آگے بڑھائیں گے، ان شاء اللہ اس سے ادارہ ترقی کرے گا۔ مولانا رضوان افسر مظاہری امام مسجد سرائے، داناپور نے کہا کہ فرش سے پہلے آپ کے امیر شریعت بننے کا عرش پر فیصلہ ہو چکا تھا۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ نے اپنے فضل سے جن کا انتخاب کیا ہے، پوری امت کو ان سے نفع ہوگا۔ اس موقع پر امارت شرعیہ کے ترجمان ہفتہ وار نقیب کا خصوصی شمارہ ۸۶۵ر صفحات پر مشتمل ''امیر شریعت سابع نمبر'' کا اجراء حضرت امیر شریعت و نائب امیر شریعت کے علاوہ دیگر معزز مہمانوں کے ہاتھوں ہوا، اس کے علاوہ دو مزید کتابوں بیٹیوں کی حفاظت کیجئے (مصنفہ مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی) اور خواتین کے دین و ایمان کی حفاظت کیجئے (مصنفہ مولانا محمد شبلی القاسمی) کا بھی اجرا ہوا۔

اجلاس کا آغاز مولانا عبد العزیز آسامی متعلم المعہد العالی کی تلاوت سے ہوا، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری اور مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب نے بارگاہ رسالت میں نعت اور حضرت امیر شریعت کی شان میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ اجلاس کی نظامت کے فرائض امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے بہت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیے۔ اس نشست میں شہر پٹنہ و اطراف کے اہل علم و دانش کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ آخر میں یہ استقبالیہ نشست حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۹۳/۶۱۰/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون، روہتاس)

نام پروین بانو بنت غلام محمد مرحوم مقام رسول باغ ڈاکخانہ کارا ضلع اورنگ آباد (بہار)۔ فریق اول

بنام

نام آس محمد ولد کلام الدین مقام و ڈاکخانہ سرس بلاک ہارون ضلع اورنگ آباد (بہار) ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون روہتاس میں عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴ ربیع الآخر ۴۳ھ مطابق ۲۰ نومبر ۲۰۲۱ء روز سنیچر کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۱۵/۲۲۵۶۶/۱۴۴۳ھ

نام سکینہ خاتون بنت محمد الیاس مقام ریلوے کالونی، دیگھا گھاٹ ڈاکخانہ دیگھا ۱۱ ضلع پٹنہ۔ فریق اول

بنام

نام محمد فہیم ولد محمد شمیم مقام سبل پور، نزد مدرسہ ڈاکخانہ سبل پور ضلع پٹنہ ۹۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف عرصہ چار سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دار القضاء امارت شرعیہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۹ ربیع الثانی ۴۳ھ مطابق ۱۵ نومبر ۲۰۲۱ء بروز سموار بوقت ۹ بجے دن کو آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب و سائنس

نکسیر کی وجوہات اور اس کا علاج

ڈاکٹر فیاض علیگ

نکسیر ناک سے خون کے بہنے کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ یہ گرم علاقوں کا ایک عام مرض ہے۔اس مرض میں ناک کی باریک اور چھوٹی نالیوں پر دباؤ بڑھ جانے سے اوپر والی جھلی پھٹ جاتی ہے اور خون بہنا شروع ہوجاتا ہے۔ یہ خون کبھی قطروں اور کبھی دھار کی صورت میں بہتا ہے۔موسم گرما میں یہ تکلیف زیادہ ہوتی ہے تاہم موسم سرما میں بھی ہوجاتی ہے۔ عام طور پر چھوٹی عمر کے بچے اس کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ یہ بذات خود کوئی بیماری نہیں بلکہ دیگر کئی ایک بیماریوں میں سے کسی ایک بیماری کے ہونے کی علامت ہے۔ناک کی کچھ ایسی بیماریاں بھی ہیں جن کی وجہ سے ناک سے خون جاری ہوسکتا ہے۔(1)۔جن میں ناک کے اندر لگنے والا زخم یا کوئی بیرونی چوٹ۔(2)۔کوئی باہر سے گھسی ہوئی شے۔(3)۔ ناک کی رسولیاں یا۔۔۔(4)۔ناک کی پرتوں میں کیڑے پڑ جانا۔(5)۔خناق۔(6)۔چیچک یا خسرہ جیسی خطرناک بیماریاں اور ایسی بیماریاں شامل ہیں جن سے خون کی نالیاں پھیل جاتی ہیں۔(7)۔بلڈ پریشر میں زیادتی۔(8)۔خون کا سرطان۔(9)۔بہت زیادہ بلندی سے چھلانگ لگانے سے یا زیادہ گہرے سمندر کی تہہ میں جانے سے بھی نکسیر جاری ہو جاتی ہے۔

بچوں کی نکسیر پھوٹنے کے حوالے سے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ نکسیر پھوٹنا یا ناک سے خون بہنے کا سبب گرمی یا بلڈ پریشر ہے۔طبی نقطہ نظر سے نکسیر پھوٹنے کا سبب بچوں کی ناک کے اندر خون لے جانے والی نسوں کا کمزور پڑ جانا ہے۔ اس عارضے میں مبتلا بچوں کی ناک کی نسیں پھول جاتی ہیں اور ذرا سی ٹھیس سے خون بہنے لگتا ہے۔تاہم کچھ بچوں کا مرض خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔

ناک سے بہتا خون دیکھنا مریض کے لیے اور دیکھنے والوں اور گھر والوں کے لیے بہت مشکل ہوجاتا ہے۔اکثر اوقات مریض اور گھر والے گھبرا جاتے ہیں، اس وقت مریض میں بیماری کی وجوہات تلاش کرنے کے بجائے مریض کے سر پر ٹھنڈا پانی ڈالنا چاہیے۔اس سے خون رک جاتا ہے اور اگر پھر بھی نہ رکے تو ناک پر برف کے ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھنی چاہئیں۔اس وقت بجائے گھبرانے کے مریض کو تسلی دینا چاہیے، کیونکہ زیادہ خون بہنے سے اچھی سے اچھی صحت کے مالک کا بھی بلڈ پریشر کم ہوسکتا ہے۔خون رکنے کے بعد مریض کو کوئی ٹھنڈا مشروب گھونٹ گھونٹ پلانا چاہیے۔آئس کریم کھلانی چاہیے۔

نکسیر گرم علاقوں کا ایک عام مرض ہے لیکن اگر بچوں کو یہ مرض بار بار ہو تو بچے کو کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھائیں۔بچوں کو ان کے مستقبل کے لیے بھی اور ویسے بھی مستقل اور بھرپور علاج کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ مستقبل میں انھیں خون کی کمی یا سانس کا عارضہ لاحق ہونے کا خطرہ کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ممکن ہے کہ بچے کی بار بار نکسیر پھوٹنے کی وجہ اس کے سر، گردن یا پھر ناک کا کوئی مسئلہ ہو۔

نکسیر کی وجوہات

سر میں اجتماع خون۔(2)۔ناک کے اندر مقامی تکلیف۔(3)۔مردوں میں اکثر نکسیر بواسیری خون کے بند ہونے سے پیدا ہوتی ہے اور نوجوان عورتوں میں حیض نہیں آتا بلکہ نکسیر بہنے لگتی ہے۔عمر کے بڑے افراد میں خاص طور پر مزاجی حالات کے ماتحت نکسیر کبھی کبھی دورے کی صورت میں ایک خاص عرصے کے بعد پیدا ہوتی رہتی ہے۔ایسی حالت میں بغیر مناسب علاج کے نکسیر کا بند ہوجانا خطرے کا پیش خیمہ ہے۔

بچوں کی نکسیر پھوٹنے کے اسباب میں سر یا ناک پر چوٹ لگنا یا فریکچر بھی ہوسکتا ہے۔بچوں کی عادت ہوتی ہے، وہ بار بار ناک میں انگلی ڈالتے ہیں جس کے باعث ناک میں زخم اور سوجن آجاتی ہے۔اکثر سانس کی تکالیف میں مبتلا بچوں کو ناک میں کیے جانے والے اسپرے کے باعث ناک میں جلن اور سوزش ہوتی ہے، بچے ناک کو رگڑتے ہیں جس سے رگیں یا نسیں متاثر ہوتی ہیں اور ناک سے خون بہنے لگتا ہے۔نکسیر پھوٹنے کی ایک وجہ ناک کی ہڈی میں کوئی مسئلہ بھی ہو سکتا ہے۔اس کے علاوہ الرجی سے بھی بچوں کی ناک میں انفیکشن ہوجاتا ہے۔

بڑی عمر کے افراد میں نکسیر کی وجہ ہائی بلڈ پریشر کا مرض ہوسکتا ہے۔نکسیر کا پھوٹنا اچھی بات نہیں ہے۔اس سے کمزوری لاحق ہوجاتی ہے۔نکسیر عموماً ناک کے اندر ورم وغیرہ سے ہوتی ہے۔بعض دفعہ حرارت جگر اور وبائی بخار اور بچوں میں پیٹ کے کیڑے بھی اس کا سبب ہوتے ہیں۔جب نکسیر پھوٹنے والی ہوتی ہے تو سر میں گرمی اور خشکی معلوم ہوتی ہے ناک نتھنوں میں، حلق میں سوزش اور گرمی اور خشکی معلوم ہوتی ہے اور بعض دفعہ خارش محسوس ہوتی ہے۔

کمزور بچوں میں پیٹ میں کیڑے پڑ جانے سے ہوتو بچہ بار بار ناک نوچتا ہے۔بعض اوقات دھوپ میں چلنے سے پان چباتے ناک کو کھجانے، چھینک آنے یا زور سے کھنکھارنے سے فوراً نکسیر پھوٹ پڑتی ہے۔بعض دفعہ بغیر کسی حرکت کے ناک میں سوزش ہوکر نکسیر جاری ہوجاتی ہے اور ناک سے خون بہنے لگتا ہے اور بعض دفعہ بلڈ شوگر ہونے کی وجہ سے بھی نکسیر پھوٹ پڑتی ہے۔

نکسیر پھوٹنے سے بچاؤ اور علاج

(1)۔بچے کے دونوں ہاتھ اور سر کو اوپر اٹھائیں۔(2)۔سر، گردن اور منہ پر سادے یا ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں اور پیشانی پر پانی ڈالیں۔(3)۔بچے کو سادے پانی میں ذرا سا نمک گھول کر پلائیں، سر کو اونچا کرکے 10 سے 15 منٹ کے لیے لیٹ دیں۔(4)۔چھوٹے بچے جو اسکول جاتے ہیں وہ سر پر گیلا کپڑا رکھیں۔(5)۔ناک کے ساتھ زیادہ چھیڑ خانی نہ کریں۔خیال رکھا جائے کہ بچہ بار بار ناک میں انگلی نہ ڈالے۔بعض بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بار بار ناک میں انگلی ڈالتے ہیں۔(6)۔گرمی کے دنوں میں دوپہر میں نہیں بلکہ صبح وشام ٹھنڈے وقت میں باہر نکلیں۔(7)۔گرم اشیا کا زیادہ استعمال نہ کریں) مچھلی، گائے کا گوشت وغیرہ(نکسیر پھوٹنے کی صورت میں انگلی اور شہادت کی انگلی سے ناک کے نتھنوں کو دونوں طرف سے کچھ دیر تک دبا کر بند کردیں۔سر اور ماتھے پر برف رکھیں موسم گرما میں ٹھنڈے مشروبات پئیں۔چھینک آنے کی صورت میں منہ کھول کر چھینکیں تاکہ ناک پر زیادہ زور نہ پڑے۔

دیسی علاج

نکسیر پھوٹنے کے فوراً بعد نیم کے پتے یا اجوائن پیس کر سر میں لگانا بھی خاصا مفید ثابت ہوتا ہے۔رس دار پھل، دودھ، دہی اور پانی والی ٹھنڈی ترکاریاں جیسے لوکی، شلجم اور مولی وغیرہ کھائیں۔

ہفتۂ رفتہ — **راشد العزیزی ندوی**

انکم ٹیکس چھاپے میں 1.95 کروڑ نقد ضبط

محکمہ انکم ٹیکس کی جانب سے کئی ریاستوں میں کی گئی چھاپہ ماری میں 1.95 کروڑ روپے نقد اور 65 لاکھ روپے کے زیورات ضبط کیے گئے ہیں۔محکمہ نے بتایا کہ 12 اکتوبر کو تلاشی اور ضبطی کی کارروائی شروع کی تھی۔ پہلا معاملہ ڈیجیٹل مارکیٹنگ اور مہم انتظامیہ سے جڑا ہوا ہے جس میں بنگلور، سورت، چنڈی گڑھ اور موہالی میں واقع سات احاطوں میں تلاشی مہم چلائی گئی ہے۔سرچ آپریشن سے تقریبا 7 کروڑ روپے کی جائیدادوں میں بے حساب سرمایہ کاری کا انکشاف ہوا ہے۔مزید برآں، سرچ آپریشن میں 1.95 کروڑ روپے کی بے حساب نقدی اور 65 لاکھ روپے کے زیورات ضبط کیے گئے ہیں۔

ہائی کورٹس کے لیے 14 ججوں کی تقرری

سرکار نے مختلف ہائی کورٹس میں ججز کی خالی اسامیوں کی بھرتی میں تیزی لاتے ہوئے مزید 14 ججز اور ایڈیشنل ججز کی تقرری کا اعلان کیا۔یہ تقرریاں تلنگانہ، اڈیشہ اور کیرالہ ہائی کورٹس کے لئے کی گئی ہیں۔ان میں سے 10 جج اور چار ایڈیشنل جج ہیں۔مرکزی وزارت قانون وانصاف کے نوٹیفکیشن کے مطابق صدر رام ناتھ کووند نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس این وی رمن کی سفارش پر ان تقرریوں کو منظوری دی ہے۔ان میں تلنگانہ ہائی کورٹ کے لیے سات اور اڈیشہ ہائی کورٹ کے لیے تین ججز کا تقرر کیا گیا ہے۔کیرالہ ہائی کورٹ کو چار ایڈیشنل جج ملے ہیں۔

پٹنہ ہائی کورٹ کو مزید ۴/ نئے جج ملے

پٹنہ ہائی کورٹ کو مزید ۴/ نئے جج ملے ہیں۔وزارت قانون نے پٹنہ ہائی کورٹ کے ۴/ وکیلوں کو جج بنانے کا نوٹیفکیشن جاری کردیا ہے۔وزارت نے صدر جمہوریہ کی اجازت سے سندیپ کمار، ارمند و سنگھ، ستیہ ورک ورما اور راجیش کمار ورما کو پٹنہ ہائی کورٹ میں جج مقرر کئے جانے کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔اس کے قبل جوڈیشیل سروس کے دو افسروں کو ہائی کورٹ کا جج بنایا گیا تھا، اس کے ساتھ مختلف ہائی کورٹ کے تین ججوں کا تبادلہ پٹنہ ہائی کورٹ میں کیا گیا، جبکہ پٹنہ ہائی کورٹ کے ایک جج آندھرا پردیش ہائی کورٹ بھیجا گیا۔اس وقت ہائی کورٹ میں چیف جسٹس سمیت ۱۹/ جج ہیں۔

ہندوستان کا بیرونی قرض 570 ارب ڈالر تک پہنچا

کورونا وباء کے دوران مختلف فلاحی کاموں پر حکومت کے بڑے پیمانے پر اخراجات کے درمیان ہندوستان کا بیرونی قرضہ مارچ 2021 میں اختتام پزیر مالی سال میں 2.1 فیصد بڑھ کر 570 ارب ڈالر پر پہنچ گیا ہے۔وزارت خزانہ کے اقتصادی امور کے شعبہ کی جانب سے بیرونی قرضوں سے متعلق جاری ہونے والی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مارچ 2020 میں یہ قرضہ 558.4 ارب ڈالر تھا، ہندوستان کی جی ڈی پی کے تناسب پر یہ بیرونی قرض مارچ 2020 میں 20.6 فیصد تھا جو رواں برس مارچ میں بڑھ کر 21.4 فیصد ہوگیا ہے۔

اردو سمیت تمام ہندوستانی زبانوں میں سائنس کو مقبول بنانا وقت کی اہم ضرورت: نکل پراشرا

حکومت ہند کی وزارت سائنس وٹیکنالوجی کے تحت سائنس کو عوام میں مقبول بنانے کی غرض سے قائم شدہ ادارہ وگیان پرسار کے زیر اہتمام انڈیا انٹرنیشنل سنٹر نئی دہلی میں ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا، جس میں اردو سمیت تمام ہندوستانی زبانوں کے ذریعہ سائنسی علوم کو عوام تک پہنچانے کی حکمت عملی اور اب تک کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے وگیان پرسار کے ڈائرکٹر نکل پراشر نے کہا کہ ہندوستانی زبانوں کا ذریعہ استعمال کئے بغیر سائنس کو عوام تک نہیں پہنچایا جاسکتا۔عام لوگوں سے مخاطب ہونے کے لئے ان کی زبان میں گفتگو کرنا ضروری ہے۔انہوں نے کہا کہ مختلف ہندوستانی زبانوں میں کتب ورسائل کی اشاعت کے ذریعہ سائنس کو مقبول بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔انہوں نے بتایا کہ اردو زبان کے ذریعہ سائنس کو فروغ دینے کے لئے گزشتہ ماہ سینٹرل یونیورسٹی آف کشمیر، سری نگر کے اشتراک سے اردو سائنس کانگریس کا انعقاد کیا گیا تھا۔انھوں نے بتایا کہ اردو میں ''تجسس'' کے نام سے ایک ماہانہ میگزین 2019 سے شائع ہورہا ہے۔وگیان پرسار کے زیر اہتمام منعقدہ اس ورکشاپ میں مختلف زبانوں کے سائنسی ماہرین نے شرکت کی اور ہندوستانی زبانوں کے ذریعہ سائنس کو مقبول عام بنانے پر زور دیا گیا۔ہندی اور انگریزی کے علاوہ اردو، کشمیری، ڈوگری، پنجابی، گجراتی، مراٹھی، کنڑ، تمل، تیلگو، بنگالی، آسامی، میتھلی اور نیپالی کے ماہرین نے شرکت کی۔اس موقع پر وگیان پرسار کی مختلف زبانوں میں شائع شدہ مطبوعات بھی رکھی گئی تھیں۔(یواین آئی)

Volume:61/71,Issue:42 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

تلخ وشیریں بے تکلف جس کو پینا آگیا
مے کشو پینا تو پینا اس کو جینا آگیا
(محمد حسن محسن)

مقابلہ جاتی امتحانات کے تقاضے اور ہماری ترجیحات

ڈاکٹر مشتاق احمد

یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ حالیہ دہائی دور میں یہ روش عام ہوئی ہے کہ جب کبھی کسی ریاست کے مقابلہ جاتی امتحانات یا قومی مقابلہ جاتی امتحانات کے نتائج شائع ہوتے ہیں تو ہفتوں نہیں بلکہ مہینوں اس نتیجے پر تبصرہ وتذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ امتحان میں کتنے مسلمان کامیاب ہوئے اور ان کا تعلق کس ریاست سے ہے اس کی تفصیلات بھی اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں اور جب سے سوشل میڈیا کا زور بڑھا ہے تو اس پر بھی کامیاب امیدواروں کی تصاویر گردش کرتی رہتی ہیں اور ان خوش قسمت امیدواروں کی تفصیل بھی پیش کی جاتی ہے۔ اس تبصرے میں اظہار مسرت کے ساتھ ساتھ بعض حضرات اپنی فکرمندی بھی ظاہر کرتے ہیں کہ ملک میں مسلمانوں کی تعداد کے تناسب میں رزلٹ خاطر خواہ نہیں ہے۔ اکثر محفلوں میں یہ بھی سننے کو ملتا ہے کہ بچارے مسلم امیدواروں کے تئیں تعصبات وتحفظات برتا جاتا ہے۔ جبکہ سچائی یہ ہے کہ ریاستی یا قومی مقابلہ جاتی امتحانات کے کئی مرحلے ہیں اور ان تمام مرحلوں سے گزر کر ہی کوئی امیدوار کامیاب امیدواروں کی فہرست میں اپنی جگہ بنا پاتا ہے۔ خصوصی طور پر یونین پبلک سروس کمیشن کے نتائج پر کچھ زیادہ ہی تبصرہ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان میں انتظامی امور کے تمام اعلیٰ افسران اسی امتحان کے ذریعہ منتخب کئے جاتے ہیں۔ اس لیے اس امتحان کو ملک میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور یہ آج نہیں بلکہ انگریزی حکومت کے دور میں بھی آئی سی ایس امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کی ایک منفرد شناخت تھی جیسے آج آئی اے ایس، آئی ایف ایس، آئی پی ایس اور پھر قومی سطح کے دیگر محکموں کے لیے منتخب الائڈ افسران کی ہے۔ اسی طرح مختلف ریاستوں میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ انتظامی امور کے اعلیٰ عہدیداروں کا انتخاب ہوتا ہے۔ چونکہ قومی اور ریاستی مقابلہ جاتی امتحانات میں لاکھوں امیدوار شامل ہوتے ہیں اور ان میں کامیاب امیدواروں کی فہرست بہت مختصر ہوتی ہے کبھی پانچ سو تو کبھی سات سو امیدواروں کا انتخاب مختلف زمروں کی خدمات کے لئے کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں مسلم امیدواروں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے، لیکن اس کا قطعی یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلم امیدوار کسی طرح کے تعصب کے شکار ہوتے ہیں۔ سچائی تو یہ ہے کہ مقابلہ جاتی امتحانات میں شامل ہونے والے مسلم امیدواروں کا ڈاٹا سامنے رکھیں تو خود بخود یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ مسلم امیدواروں کا رزلٹ حوصلہ بخش ہے کہ قومی یا ریاستی مقابلہ جاتی امتحانات میں شامل ہونے والے مسلم امیدواروں کی تعداد بھی کم ہوتی ہے اور تناسب میں نتیجہ بھی سامنے آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کے امتحانات بہت معیاری اور سخت ہوتے ہیں اور ہزاروں میں ایک امیدوار کامیابی کی منزل سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر قومی سطح پر ہمارے دس بیس ہزار امیدوار شامل ہوتے ہیں تو فطری طور پر نتیجہ بھی اسی تناسب میں سامنے آئے گا اور ایک جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ کہ مسلم معاشرے میں اب بھی مقابلہ جاتی امتحانات کے تئیں سنجیدگی پیدا نہیں ہوئی ہے۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ عام زمرے کی ملازمت کے امتحانات اور یوپی ایس سی اور دیگر ریاستی پبلک سروس کمیشن کے امتحانات میں نمایاں فرق ہے، قومی سطح کے امتحانات کے لیے اسکولی سطح سے ذہن سازی ضروری ہوتی ہے۔ جبکہ میں اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ مسلم امیدوار مقابلہ جاتی امتحانات کے لیے بہت تاخیر سے ذہنی طور پر تیار ہوتے ہیں اور ان میں بھی پچاس فیصد اس ذہن کے ساتھ شامل ہوتے ہیں کہ اگر اللہ نے چاہا تو کامیاب ہو جائیں گے۔ بے شک ہر کامیابی میں اللہ کی مرضی شامل ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں اس حقیقت کو بھی قبول کرنا چاہیے کہ اللہ اسی کی مدد کرتا ہے جو عملی طور پر اپنی کامیابی کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ جو عیش وآرام اور تنِ آسانی کی زندگی چھوڑ کر اپنے مقاصد کی طلب میں مضطرب اور سرگرداں رہتا ہے وہی اپنی منزل کو پہنچتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم معاشرے میں مقابلہ جاتی امتحانات کے تئیں سنجیدہ ماحول سازی کی مہم چلائی جانی چاہیے۔ گردو نواح کے ایسے ذہین طلبہ کی تلاش کی جانی چاہیے، جنھیں کسی وجہ سے آگے پڑھنے کی سہولت میسر نہیں ہے۔ یا پھر وہ چاہتے ہوئے بھی مقابلہ جاتی امتحانات میں شامل ہونے سے قاصر ہے۔ ایسے ذہین وفطین طلبہ کی شناخت کرکے انھیں اجتماعی تعاون فراہم کیا جانا چاہیے، تاکہ وہ اپنی صلاحیت کا بھرپور مظاہرہ کرسکے۔ بالخصوص معاشرے کے تعلیم یافتہ افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے میں معیاری تعلیم کا رجحان پیدا کریں اور عصری تقاضوں کے مدنظر نئی نسل کی رہنمائی کریں۔ اگرچہ اب ریاستی اور قومی حکومت کی جانب سے بھی مفت کوچنگ برائے مقابلہ جاتی امتحانات کا انتظام ہے۔ مثلاً مرکزی حکومت کی جانب سے محکمہ اقلیتی فلاح و بہبود کے زیر اہتمام ملک کے کئی شہروں میں یوپی ایس سی، بینکنگ، ریلوے وغیرہ کے مفت کوچنگ مراکز قائم ہیں۔ ملک کی کئی یونیورسٹیوں میں بھی سول سروسز اکیڈمیز قائم ہیں جہاں اقلیت طبقے کے طلبہ کو مفت کوچنگ کرائی جاتی ہے۔ ریاستی سطح پر بھی اس طرح کی سہولیات میسر ہیں۔ ریاستِ بہار میں محکمہ اقلیتی فلاح و بہبود کے ذریعہ گذشتہ ایک دہائی سے حج بھون پٹنہ میں مختلف قومی اور ریاستی مقابلہ جاتی امتحانات کے لیے قیام وطعام کے ساتھ مفت کوچنگ کا انتظام ہے۔ مسلم اقلیتی طلبہ کی یہ خوش بختی ہے کہ یوپی ایس سی امتحان کے ٹاپر جناب عامر سبحانی، ایڈیشنل چیف سکریٹری وترقیاتی کمشنر کی نگرانی میں حج بھون کے علاوہ ریاست کے کئی اضلاع میں مفت کوچنگ چلائے جارہے ہیں اور ان مراکز کے نتائج بھی حوصلہ بخش ہیں۔ ساتھ ہی کئی رضاکار تنظیمیں بھی اس زمرے کے امتحانات کے لئے مفت کوچنگ اور کاؤنسلنگ کا اہتمام کرتی ہیں بالخصوص زکوۃ فاؤنڈیشن، دہلی اور جامعہ ہمدرد اسٹڈی سرکل کی کوشش بھی قابل تحسین ہے۔ ممبئی حج بھون اور جنوبی ہند کی ریاستوں میں بھی کئی تنظیموں کے ذریعہ مفت کوچنگ کا اہتمام ہے۔ لیکن باوجود اس کے مسلم معاشرے میں مقابلہ جاتی امتحانات میں شامل ہونے والے امیدواروں کی تعداد قابل اطمینان نہیں ہے۔ اگر آبادی کے لحاظ سے محاسبہ کریں تو خود بخود یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ مسلم طلبہ کے اندر مقابلہ جاتی امتحانات کے تئیں جتنی سنجیدگی ہونی چاہیے وہ نہیں ہے۔ یہاں میں اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر بھی یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے طلبہ مقابلہ جاتی امتحانات میں اگر شامل بھی ہوتے ہیں تو وہ دیگر طبقے کے طلبہ کی طرح جانفشانی اور لگن کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ جبکہ وہ ہر سال کامیاب ہونے والے طلبہ کے سوانحی کوائف اور انٹرویوز وغیرہ کا مطالعہ کرتے ہیں اور ہر کامیاب امیدوار اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ اس نے اپنی کامیابی کے لئے یومیہ کتنے گھنٹے مطالعے کے لئے مخصوص کیا اور کس سنجیدگی سے اس کی تیاری میں منہمک رہے۔ مثلاً اس سال یوپی ایس سی میں اول مقام حاصل کرنے والے شبھم کمار نے اپنے انٹرویو میں ایک بڑے پتے کی بات بتائی کہ وہ گذشتہ ۶/ماہ سے سوشل میڈیا سے دور رہے کہ سوشل میڈیا پر کنفیوزنگ مٹیریل کی بہتات ہوتی ہے۔ جبکہ سول سروسز امتحان کے تقاضے کچھ اور ہیں اور حقیقت پر مبنی نظریہ ہی مفید ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں یوپی ایس سی یا ریاستی پبلک سروس کمیشن میں کامیاب امیدواروں کی فہرست میں مسلم امیدواروں کی تعداد کم دیکھ کر کسی غلط فہمی کو فروغ دینا حقیقت سے منہ پھیرنے جیسا ہے۔ کیوں کہ یوپی ایس سی اور ریاستی پبلک سروس کمیشنوں کے امتحانات اب بھی صاف وشفاف ہوتے ہیں اور یہاں صلاحیت ہی انتخاب کی کسوٹی ہوتی ہے۔ اس لیے اپنے معاشرے میں معیاری تعلیم کو فروغ دینے اور مقابلہ جاتی امتحانات کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کو ترجیحات میں شامل کرنا لازمی ہے اور کسی طرح کی منفی فکر وگمرہی سے دور رہنے کی ضرورت ہے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

WEEK ENDING-25/10/2021, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail : naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے

Print&Design by: Azimabad Printers, Patna#9473371988

Scanned with CamScanner